الحمد للہ والمنة کہ رسائل متبرکہ

فخر الحسن

از تصنیف شریف قطب العارفین زبدة السالکین رئیس المحدثین علامہ زمان
حضرت سیدی مولانا فخر الدین فخر جہان چشتی نظامی دہلوی علیہ الرحمة والرضوان

معہ ترجمہ

علی سے حسن

و

اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ

از تصانیف امام العلامہ مسند المحدثین سید المفسرین یکتائے زمان مجدد دوران حضرت
امام جلال الدین سیوطی علیہ الف الف رحمة رب المنان

معہ ترجمہ البرقہ فی اتصال الخرقہ

ہر دو مترجمہ از صاحب تالیفات کثیرہ و تصنیفات مفیدہ جامع معقول و منقول و حاوی
فروع و اصول مشہور نزدیک و دور جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الغفور صاحب دانا پوری
بفرمائش خاکسار ابو الخیر ایڈیٹر الشیخ و باہتمام بندہ عابد حسین مہتمم مطبع الشیخ

در مطبع الپنجاب واقع لاہور طبع شد

۱۹۰۳

علیٰ حسن

جیبہ
تبرّ

فخر الحسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی و الصلوٰۃ علیٰ رسولہ و حبیبہ محمد ن المصطفیٰ بدر الدجیٰ و آلہ و اصحابہ و ائمۃ دینہ نور الھدیٰ۔ امّا بعد فقیر الراجی الیٰ رحمۃ ربہ الشکور ابو الحسنات محمد عبد الغفور مجددی محمدی داناپوری عظیم آبادی بہاری کے کتب خانہ مجلّٰی و منوّر کتب نفائس قلمیہ کے ایک یہ رسالہ بے بدیل ہے۔ **فخر الحسن** جو در حقیقت سالکان طریق احدیت کیلئے حرزِ جان بل روح رواں ہے۔ تالیف لطیف ہے رئیس السالکین قطب العارفین علامۂ زمان حضرت سیدی مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں دہلوی علیہ الرحمۃ و الغفران متوفی سنہ ۱۱۹۹ھ بھی تھی جسکو محاورِ زمانہ میں مشہور ہیں آپکو انہوں نے محققانہ و صوفیانہ روش سے تحریر فرمایا ہے کہ اہل بصیرت دیکھ دیکھکر عش عش کرتے ہیں اور پھڑک پھڑک جاتے ہیں اور آپکی تبحر فن حدیث کے مداح ہوکر بے تحاشا اس مسئلہ عظیم کی جسپر اکثر طرق اولیاء اللہ کا دار و مدار ہے موافقت ظاہر کرتے ہیں پس فقیر نے یہ چاہا کہ اس گوہر بے بہا سے خود بھی مستفید ہو اور بھائیوں کو بھی مستفیض کرے اور اسکے ساتھ دوسرا رسالہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ متوفی سنہ ۹۱۱ھ کا موسومہ بہ **اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ** بھی منضم کرے۔ لہٰذا کمر ہمت کی چست باندھکر اسکے مناسب مقامات پر ضروری و مختصر تحشی شرح قول المستحسن وغیرہ سے کرکے بصلاح بعض مخلص احباب کے دو رسالہ کا اردو ترجمہ بھی مختصر ملا کر

درمیان قوسی نشانات کے بغیر رعایت ترجمہ لفظی کرکے طبع کرواکر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اور نام اول کا علی حسن ترجمہ فخر الحسن اور دوسرے کا البرہ فی ترجمۃ اتحاف الفرقہ رکھتا ہوں اور رب سے اسکی قبولیت اور بندوں کو اس سے استفاضہ کی درخواست کرتا ہے وما ذلک علی اللہ بعزیز

فخر الحسن	بسم اللہ الرحمن الرحیم	علی حسن

فخر الحسن	علی حسن
اللھم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان ولاحول ولاقوۃ الا بک وصلی الصلوۃ علی سیدنا خیر خلقک محمد وآلہ واصحابہ واحبابہ اجمعین۔ امابعد فلما سمع محمد المشتھر بفخر الدین النظامی الاورنقابادی الدھلوی من بعض الناس ان کل حدیث یروی الامام الفقیہ المامون الحسن بن ابی الحسن البصری رضی اللہ تعالی عنہ عن امیر المومنین علی ن البدری المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ مرسل عند البخاری ومسلم والترمذی وابی داؤد وغیرھم لا متصل لان البحث فی اتصال	اے اللہ تیری تعریف ہے اور تجھی سے شکایت ہے۔ اور تو ہی مدد کرنیوالا ہے۔ اور نہیں ہے زور برائیوں سے بچنے اور نہ طاقت نیکی کے مونکو کرسکی مگر تجھی سے اور تیری طرف سے درود و رحمت ہو ہمارے سردار بہترین مخلوق محمد پر اور انکی ساری اولاد و اصحاب و دوستوں پر بعد حمد و نعت کے جبکہ زبانی بعض لوگوں کے محمد مشہور فخر الدین نظامی اورنگ آبادی دہلوی نے سنا کہ کل حدیث جنکو امام فقیہ مامون حسن بن ابی الحسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے امیر المومنین علی بدری مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے وہ بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداود وغیرہم کے نزدیک متصل نہیں ہے۔ بلکہ مرسل ہے۔ اور ان کے اتصال کی بحث حسب قواعد علم حدیث کے نہیں ہے۔ اور بہم زبانہ ہونے پر کفایت کرنا دربارہ اتصال

الامام الحسن البصری بامیر المومنین
علی رضی الله تعالے عنه و عمر رضی
عنه لیس علی قواعد فن الحدیث
والاکتفاء فی الاتصال علی المعاصرة
المحضة امر تاباه سلامة الذهن
اذ فی المطالب النقلیة یعتبر
الوقوع لا الامکان - والصوفیة
یقولون بلقاه ایاه وسماعه منه
کرم الله وجهه و وجه من رای
وجهه وبعد التفتیش لا یثبت
له الاصل فاستخار الله تعالے
وتتبع کتب ائمة هذا الشان اسکنهم
الله بحبوحة الجنان فوجدنا حدیثا
صحیحا له عنه رضی الله تعالے
عنه وعمن استفاضه عنه موصولا
مقبولا علی اصول هولاء الفحول
وسماعه منه ولقاه ایاه ثابتا
عندهم ولکلیهما اصلا کلیا
(ای الاجتماع والسماع)
قویا عند جماهیر ائمة هذه المعرفة
شکر الله سعیهم فنبینه کله
فی هذه الکراسة مع قصور الباع فی العلم

کے ایسا امر ہے کہ سلامتی ذہن کی اوس
سے انکار کرتی ہے - کیونکہ نقلی امور مین
وقوع معتبر ہے نہ امکان - اور صوفیہ
حسن بصری کا لقا اور سماع دونون
علی سے اعتقاد رکھتے اور جنھون نے اونکی
زیارت کی اونکے منہ کو بزرگ و تروتازہ
کرے - لیکن بعد تحقیق و تفتیش کے
اسکی اصلیت ثابت نہین ہوتی - پس
مین نے اللہ سے استخارہ چاہا اور اس
فن کے اماموںکی (اللہ اونکو اعلے جنت
مین داخل کرے) کتابون کا تتبع کیا تو
صحیح حدیث اون سے اور جنھون نے
اون سے استفاضہ کیا ہے موصول
و مقبول موافق اصول ان علماء کے
پایا - اور اونکا سننا اور ملاقات کرنا
بھی اون کے نزدیک ثبوت کو پہونچا ہوا
پایا - اور ان دونون (سماع و لقاء)
کے لئے بھی قاعدہ کلیہ جمہور ائمہ فن ہذا
کے پاس پایا - اللہ اونکی کوششونکو
مشکور فرماوے - پس ہم اونکو باوجود کم لیاقتی علمی
علوم کے ان اوراق مین بیان کرتے ہین

وانكانت الاسانيد العالية للصوفية
المقدسية من طرق السلسلة الجشتية
والقادرية والسهروردية والنقشبندية
وغيرها من اولياء الله تعالى رضي الله عنهم
اجمعين الذين قال النبي صلى الله عليه
واله وسلم فيهم ان من عباد الله من
(اخرجه احمد والستة الا الترمذي والطحاوي)
لو اقسم على الله لابره وقال يغبطهم
(اخرجه البيهقي والطبراني وغيرهما من الائمة وشرح)
الانبياء والشهداء هم المتحابون في الله
(وابن راهويه في مسنده والطبراني وابو نعيم وغيرهم شرح)
من قبائل شتى وبلاد شتى يجتمعون على
ذكر الله يذكرونه لاتصال الحسن بعلي
الصديق كرم الله وجهه كثيرة شهيرة
مسطورة في كتبهم مذكورة على السنة
تبعهم وانهم مع ذلك على بينة من ربهم
تعالى فالمطلوب الكلام بحسب لسان
في الحديث واهله ثم هذا الاصل المعول
هو كالمقدمة في الباب ويبتني على ثلث
مقدمات فلنذكر قبل ليتعين على فخر الحسن
وهو ايصال الاتصال وارسال الارسال

المقدمة الاولى انه ولد الحسن

لسنتين بقيتا من خلافة امير المؤمنين
عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه بالمدينة الطيبة

کہ صوفیہ قدسیہ طریقے سلسلہ چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ
و نقشبندیہ وغیرہ اولیاء اللہ تعالی کی اسناد عالی ہیں
اللہ تعالی اونسے راضی ہو جنکے حق میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اونکے حق میں فرمایا ہے کہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں
کہ اگر اللہ پر بھروسا کرکے قسم کھاویں تو اللہ اوسکو پورا کردے
(اسکو ترمذی کے سوا اصحاب ستہ و احمد و طحاوی نے روایت کی)
اور فرمایا غبطہ کرینگے اونسے انبیا اور شہدا وے اللہ کیلیے
دوستی کرنیوالے ہیں مختلف قبیلوں اور مختلف شہروں سے
اللہ کے ذکر کیلیے جمع ہوتے ہیں (اسکو بیہقی و طبرانی و
ابو نعیم و اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے شرح)
محدثین اتصال پر حسن بصری کے علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ
بہت سی حجتیں کہ وہ مشہور اور مسطور ہیں اونکی کتابوں میں
اور اونکے متبعین کی زبان پر جاری ہیں ذکر کرتے ہیں باوجود
اسکے وہ دلیل پر ہیں اپنے رب بزرگ و برتر کے پس مطلب
میرا کلام کرنا ہے بحسب قواعد علم حدیث اور اہل حدیث کے
پھر یہ اصل زاید مثل مقدمہ باب کے ہے اور بنا اس کتاب
کی تین مقدمہ پر ہے انکو ہم پہلے ذکر کرتے ہیں تا وہ مذکرے
فخر الحسن کے اتصال کے پہونچنے اور ارسال کے چھوڑنے
پہلا مقدمہ یہ ہے کہ آپکی پیدائش اخیر خلافت
میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے
جبکہ مدت خلافت دو برس باقی رہگئی تھی مدینہ طیبہ میں ہوئی

فکان بها الی سن اربع عشرة مستشهد عثمان
رضی الله تعالی عنه وقدم البصرة بعد قال
الحافظ مجد الدین ابو السعادات المبارک
بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد
الشیبانی الجزری ثم الموصلی المشهور بابن الاثیر
فی فن اسماء الرجال من جامع الاصول
فی ترجمته هو ابو سعید الحسن بن ابی الحسن
واسم ابی الحسن یسار البصری من سبی
میسان مولی زید بن ثابت ولد بسنتین
بقیتا من خلافة عمر بن الخطاب رضی الله
تعالی عنه بالمدینة الشریفة زادها الله تعالی
تشریفا وتعظیما وقدم البصرة بعد مقتل
رواه الطبرانی عن خزیمة اخر
عثمان وکذا ذکرا لشیخ العلامة ولی
الدین محمد بن عبد الله بن محمد الخطیب
التبریزی فی اسماء رجال المشکوة وذکر
الحافظ جمال الدین المزی فی التهذیب
والحافظ شمس الدین الذهبی فی تهذیب
التهذیب انه حضر یوم الدار وله اربع عشرة سنة

المقدمة الثانیة ان امیر المومنین
علیا المرتضی کرم الله وجهه کان
بالمدینة الطیبة من حین میز الحسن الی

پھر اوسوقت سے چودہ برس کے سن شریف تک عثمان
رضی اللہ عنہ کی شہادت تک وہین ہو پھر اسکے بعد
بصرہ آئے۔ حافظ مجد الدین ابن اثیر جزری جامع الاصول
کے فن اسمار الرجال مین آپکے ترجمہ مین لکھتے ہین
وہ ابو سعید حسن بن ابی الحسن ہین اور ابو الحسن کا
نام یسار بصری ہو غلام سے سیان مولی زید بن ثابت
کے ہین بقیہ دو برس خلافت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کے مدینہ شریف زادہا اللہ شرفا و
تعظیما مین پیدا ہوئے۔ اور بعد قتل حضرت
عثمان کے بصرہ مین آئے۔ اور ایسا ہی شیخ
العلامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ بن محمد خطیب
تبریزی (صاحب مشکوۃ) نے اسمار رجال المشکوۃ
مین ذکر کیا ہے۔ اور حافظ جمال الدین مزی نے
تہذیب مین۔ اور حافظ شمس الدین ذہبی نے
تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ یوم الدار
(واقعہ شہادت حضرت عثمان رض) مین موجود تھے
اوسوقت اونکی عمر چودہ برس کی تھی۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے
کہ امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ
حسن بصری رح کے بچپنے سے چودہ برس
کے سن تک مدینہ طیبہ ہی مین رہے ہے۔

میان

ان ابلغ اربع عشرة سنة كما سيأتي عن الحافظ
السيوطي بل لم يخرج منها الا بعد اربعة
اشهر من مبايعته للناس ذكره القضاعي
في تاريخه والحسين بن محمد بن الحسن
الديار بكري في الخميس ناقلا من المختصر الجامع

المقدمة الثالثة

ان السماع في سن التمييز صحيح مقبول سواء
بلغ السامع حد الحلم ام لا قال ابن اثير
في باب الاصول من جامع الاصول
اما اذا كان اي الراوي طفلا عند
التحمل مميزا بالغا عند الرواية فتقبل
منه روايته لان الخلل قد اندفع عن
تحمله وادائه ويدل على جوازه اجماع
الصحابة رضي الله تعالى عنه على قبول رواية
جماعة في حداثة ناقلي الحديث كابن عباس
وابن الزبير وابي الطفيل ومحمود بن
الربيع وغيرهم من غير فرق بين ما تحملوه
قبل البلوغ او بعده وقال الحافظ جلال الدين
السيوطي رحمه الله في اتمام الدراية سن
التحمل ووقته بالنسبة الى السماع التمييز
ويحصل غالبا باستكمال خمس سنين

جیسا کہ اسکی تصریح حافظ سیوطی سے عنقریب آویگی
بلکہ قضاعی نے اپنی تاریخ مین اور حسین بن محمد
بن حسن دیاربکری نے تاریخ خمیس مین مختصر الجامع
سے نقل کرکے لکھا ہے کہ لوگون سے حضرت علی
کی بیعت لینے کے بعد چار مہینے کے مدینہ منورہ
سے باہر نکلے **تیسرا مقدمہ** یہ ہے کہ
سن تمیز کا سماع صحیح و مقبول ہے۔ عام اینکہ
سننے والا بلوغ کی حد کو پہونچا ہو یا نہ۔ ابن اثیر نے
باب الاصول مین جامع الاصول کے کہا کہ جب
راوی وقت تحمل کے لڑکا تمیز کرنے والا روایت
کے وقت پہونچنے والا ہو تو اوسکی روایت
قبول کیجاویگی کیونکہ خلل اوسکے ادا کرنے اور
اوٹھانیکی وجہہ سے دور ہوگیا اس جواز پر اجماع
صحابہ دال ہے کہ ایک جماعت نوخیز کی روایتون کو بغیر
اس فرق کے کہ اونکا اوٹھانا روایات کا قبل بلوغ
کے ہوا یا بعد جیسے ابن عباس و ابن زبیر و
ابو الطفیل و محمود بن الربیع کی روائتین۔ اور
حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اتمام
الدرایہ مین کہا کہ سن تحمل کا اور اوسکا وقت
بہ نسبت سماع کے تمیز کا وقت ہے اور اکثر وہ پانچ
برس کے سن مین حاصل ہوتا ہے۔

وقال الحافظ جمال الدين المزي
رحمه الله في ترجمة الحسن بن
علي بن ابي طالب رضي الله عنهما روى عن
جده رسول الله صلى الله عليه وآله وصحبه
وسلم وقال الامام احمد بن محمد بن حنبل
رحمه الله في مسنده حدثنا وكيع قال حدثنا
يونس بن ابي اسحق عن بريد بن ابي مريم
السلولي عن ابي الحوراء عن الحسن بن علي
رضي الله عنهما قال علمني رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم كلمات اقولهن في
قنوت الوتر اللهم اهدني فيمن هديت و
عافني فيمن عافيت وتولني فيمن توليت و
بارك لي فيما اعطيت وقني شر ما قضيت
فانك تقضي ولا يقضى عليك وانه
لا يذل من واليت ولا يعز من عاديت تباركت
ربنا وتعاليت وقال الامام المحدثين
محمد بن اسمعيل البخاري رحمه الله تعالى
في صحيحه في باب متى يصح سماع الصغير
حدثنا محمد بن يوسف قال حدثنا
ابو مسهر قال حدثني محمد بن حرب
قال حدثني الزبيدي عن الزهري

اور حافظ جمال الدین مزی اللہ اونکی روح کو
خوش رکھے حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما
کے ترجمہ میں کہتے ہیں کہ اونھوں نے اپنے نانا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا اور کہا امام
احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں
حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے اونھوں نے
کہ حدیث کی ہم سے یونس بن اسحق نے اونھوں نے
برید بن ابی مریم سلولی سے اونھوں نے ابی الحوراء
سے اونھوں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے
کہا کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
چند کلمے سکھائے کہ اونکو قنوت وتر میں ہم کہا کریں
اللهم اهدني فيمن هديت وعافني فيمن
عافيت وتولني فيمن توليت وبارك لي فيما
اعطيت وقني شر ما قضيت فانك تقضي و
لا يقضى عليك وانه لا يذل من واليت
ولا يعز من عاديت تباركت ربنا وتعاليت اور
امام المحدثین محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ تعالے
اپنے صحیح میں یہ باب منعقد کرکے حدیث لاتے ہیں
اور یہ بتایا ہیں کہ لڑکے کی سماع کب صحیح و معتبر ہوتی ہے
حدیث بیان کی ہمسے ابو مسہر نے کہا حدیث کی
ہمسے محمد بن حرب نے کہا حدیث کی مجھسے زبیدی نے زہری سے

عن محمود بن الربیع قال عقلت من النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجۃ مجہا فی
وجہی وانا ابن خمسین سنۃ من دلو
وقال ابن الحجر فی فتح الباری ومن اقوم
ما یتمسک بہ فی ان المرد فی ذلک الی
الفہم فیختلف باختلاف الاشخاص
ما اوردہ الخطیب من طریق ابی العاصم
فی کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ ۱۲ مترجم
قال ذہبت بابنی وہو ابن ثلث سنین
الی ابن جریج فحدثہ قال ابو عاصم و
لاباس بتعلیم الصبی الحدیث والقرآن
وہو فی ہذا السن یعنی اذا کان فہما انتہی
واعلم انہا لما ثبت ہذہ المقدمات
عند ائمۃ النقل الثقات کون الحسن
البصری رحمہ اللہ تعالی بالمدینۃ الشریفۃ
زادہا اللہ تشریفا وتعظیما الی سن
اربع عشرۃ واقامۃ امیر المؤمنین
علی المرتضی کرم اللہ وجہہ بہا الی
ہذہ المدۃ وصحۃ السماع قبل البلوغ
فکیف یسوغ معہا ان یقال ان الحسن
لم یر علیا ولم یجتمع بہ ولم یسمع منہ
لانہ کان صبیا کما قال البعض
ابن تیمیہ ۱۲

اونھوں نے محمود بن الربیع سے کہا ہم ہوش رکھتے ہیں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوس کلی سے
کہ میرے منہ میں کی گیا تھا ڈول کے پانی سے اور جس وقت
میری عمر پانچ برس کی تھی۔ اور ابن حجر نے
فتح الباری میں کہا کہ تمسک کے لائق وقوی تر
اس مسئلہ کا مرجع سمجھ کیطرف ہو اور وہ مختلف آدمیوں
میں مختلف طرح سے ہوتا ہے چنانچہ خطیب
(بغدادی کفایہ فی علم الروایہ میں) بطریق ابی عاصم
لائے ہیں کہ میں اپنے تین برس کے بیٹے کو ابن جریج
کے پاس لے گیا تو اونھوں نے اوس سے حدیث بیان
کی ابو عاصم نے کہا کہ اگر بچہ اس سن کا سمجھدار ہو
تو کچھ مضائقہ اوسکے حدیث و قرآن سکھلانے میں
نہیں ہو انتہے پس جاننا چاہئے کہ جب یہ مقدمات ائمہ
ثقات کے نزدیک ثابت ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ
تعالے چودہ برس کے سن تک مدینہ شریفہ زادہا اللہ
تشریفاً و تعظیماً میں رہے اور علی مرتضے کرم اللہ وجہہ
بھی اس مدت تک وہیں رہے اور قبل بلوغ کے
سماع بھی معتبر ہے پھر باوجود اسکے کیونکر لائق ہے
کہ یہہ کہا جائے کہ حسن نے علی کو نہیں دیکھا اور اونکے
ساتھ اکٹھے نہیں ہوئے اور اون سے کچھ سنا نہیں کیونکہ
وہ لڑکے تھے جیسا کہ بعض (ابن تیمیہ) نے کہا جو

وقال الحافظ جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى في رسالة اتحاف الفرقة
ومن المعلوم انه اي الحسن من حين
بلغ سبع سنين امر بالصلوة
فكان يحضر الجماعة ويصلي خلف
عثمان الى ان قتل عثمان وعلى اذ ذاك
بالمدينة فانه لم يخرج منها الى الكوفة
الا بعد قتل عثمان فكيف يستنكر
سماعه منه كرم الله وجهه وهو كل
يوم يجتمع به في المسجد خمس مرات
من حين ميز الى ان بلغ اربع عشرة
سنة وزيادة على ذلك ولاشك
ان عليا رضي الله عنه كان يزور امهات
المؤمنين رضي الله عنهن ومنهن
ام سلمة رض والحسن في بيتها هو وامه
وقال عبد الله بن الامام احمد
وهو من مزيد انه في المسند في مسند
امير المؤمنين عثمان بن عفان البدري
الذي ادخله النبي صلى الله عليه وآله وسلم
ورضي الله عنه في البدريين واسهم
مثل سهامهم وان لم يشهد بدرا
[illegible]

اور حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
اپنے رسالہ اتحاف الفرقہ میں کہا ہے کہ یہ بات معلوم
ہے کہ جب حسن سات برس کے ہوئے تو نماز کیلیے
حکم کیے گئے پس جماعت میں حاضر ہوتے اور
شہادت حضرت عثمان تک اونکے پیچھے نماز پڑھا
کرتے اور حضرت علی اوس وقت مدینہ شریف میں
تھے کیونکہ مدینہ سے وہ نہیں نکلے مگر جبکہ حضرت
عثمان شہید ہو چکے پس کیونکر اس بات کا انکار
ہو سکتا ہے کہ ایسی حالت میں حسن نے علی کرم
اللہ وجہہ سے کچھ نہیں سنا باوجودیکہ ہر روز
مسجد میں پانچ مرتبہ تمیز کے وقت سے چودہ
برس کے سن تک بلکہ کچھ زیادہ (چار مہینے) تک جمع
ہوتے تھے اسکے علاوہ اسمیں بھی شک نہیں
کہ حضرت علی امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے
دیکھنے کے لیے جایا کرتے تھے اونھیں میں حضرت
بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں اور حسن اور اونکی
ماں بھی اوسی گھر میں رہتے تھے اور کہا عبد اللہ بن
امام احمد حنبل نے اپنے مستزاد حدیث مسند میں
(کہ وہ قریب دس ہزار حدیثوں کے ہے) امیر المؤمنین
عثمان بن عفان بدری رضی اللہ عنہ کی مسند میں جنکو
[illegible]

حدثنی زیاد بن ایوب قال حدثنا
هشیم قال نا عمر ابو المقدام عن الحسن
بن ابی الحسن قال دخلت المسجد فاذا انا
بعثمان بن عفان متکئ علی ردائه فاتاه
سقاءان یختصمان الیه فقضی بینهما ثم
اتیته فنظرت الیه فاذا رجل حسن الوجه
بوجهه نکتات جدری واذا شعره
قد کسا ذراعیه وقال الذهبی فی طبقاته
فی ترجمة الحسن نشأ بالمدینه وحفظ
کتاب الله فی خلافة عثمان وسمعه یخطب

المقدمة الرابعة ان الحسن البصری

ثقة مامون شیخ شیوخ زمانه و
امام ائمة اوانه عند الائمة المحدثین
الکبار بل عند الصحابة الابرار
رضی الله عنهم اجمعین قال الشیخ
شمس الدین محمد بن یوسف بن علی
الکرمانی رحمه الله تعالی فی الکوکب
الدراری شرح صحیح البخاری فی
ترجمته عن محمد بن سعد قال کان
الحسن جامعا عالما فقیها ثقة عابدا
کثیر العلم فصیحا اجمل اهل البصرة

وہ بدر مین (بوجہ مرض حضرت رقیہ شریک نہ ہوئے ہو اور رسول خدا نے تبرکاً
کے غنیمت کا حصہ آپ کو بھی دیا) حدیث بیان کی مجھ سے
زیاد ابن ایوب نے کہا حدیث کی ہمسے ہشیم نے کہا
ابو المقدام نے گمان کیا حسن بن ابی الحسن سے کہا
مین مسجد مین آیا اوسوقت عثمان بن عفان لیٹے ہوئے
تھے اپنی چادر پر مین بھی وہین بیٹھا پس دو پانی والے
جھگڑتے آئے آپ نے دونون کے درمیان فیصلہ کر دیا
مین نے اونکو نہایت خوبصورت دیکھا اونکے چہرہ پر
چیچک کے داغ تھے اور سر کا بال اونکے بازو کو چھپائے
تھا اور ذہبی طبقات مین بضمن آپکے ترجمہ کے لکھتے ہین
کہ مدینہ مین نشو ونما پائی اور قرآن مجید کو حضرت عثمان کی
خلافت مین حفظ کیا اور اونکو خطبہ پڑھتے سنا (اسکو
بیہقی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہی) چوتھا مقدمہ یہ ہے
کہ حسن بصری ثقہ مامون ایک شیخ ہین اپنے زمانہ کے شیوخ
سے اور ایک امام ہین اماموں سے جملہ اکابر محدثین کے
نزدیک بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک بھی
شیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی رحمۃ اللہ
کوکب الدراری شرح صحیح بخاری مین تحت ترجمہ
آپ کے محمد بن سعد سے روایت کرتے ہین کہا
محمد بن سعد نے کہ حسن جامع علم وعمل ظاہر و باطن کے
عالم فقیہ ثقہ عابد کثیر العلم فصیح اور بصرہ کے لوگون

اجمع الامة على جلالته وعظم قدره
علما وزهدا وفصاحة وقال الخطيب
(ای صاحب المشکوة)
التبریزی روی الحسن عن الصحابة
مثل ابی موسی و انس بن مالک و
(اشعری عن)
ابن عباس وغیرهم وعنه خلق
کثیر من التابعین وتابعیهم
وهو امام وقته فی کل فن وعلم
وزهد وورع وعبادة وقال ابن
الاثیر روی الحسن البصری من الصحابة
مثل ابی بکرة الثقفی وانس وسمرة
(وقد تکلم المحدثون فی سماع الحسن عن هولاء الصحابة الخمس)
بن جندب رضی الله تعالی عنهم و
(فتحققه فی آخر الکتاب ان شاء الله تعالی ۱۲ شرح)
روی عنه خلق کثیر من التابعین
وتابعیهم وهو امام وقته فی کل
فن وعلم وزهد وورع وعبادة و
قال الترمذی فی کتاب العلل
من جامعه حدثنا سوار بن عبد الله
العنبری قال سمعت یحیی القطان
یقول ما قال الحسن فی حدیثه قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم الا
وجدنا له اصلا الا حدیثا او حدیثین
وقال الشیخ جمال الدین المزی فی التہذیب

نہایت جمعیت بصورت تھی اونکی علم و زہد و فصاحت و جلالت
بڑے مرتبہ کو ہونے پر امت نے اجماع کیا ہی اور کہا خطیب
تبریزی (صاحب مشکوٰة) نے کہ حسن نے ابو موسیٰ اشعری
و انس بن مالک و ابن عباس وغیرہم صحابہ کرام سے روایت
کیا ہی اور اون سے مخلوق کثیر نے تابعین و تبع تابعین کے
روایت کیا ہی اور وہ زہد و تقویٰ و عبادت وغیرہ جملہ
علوم و فنون مین امام وقت تھے اور کہا ابن اثیر جزری نے
کہ حسن نے ابوبکرہ ثقفی و انس و سمرہ بن جندب اصحاب
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہی اور انسے
ایک خلق کثیر نے تابعین و تبع تابعین سے اور وہ امام وقت
تھے کل علم و فن و زہد و تقویٰ و عبادت میں اور کہا
ترمذی نے اپنے جامع کی کتاب العلل مین کہ ہم سے
حدیث بیان کی سوار بن عبداللہ عنبری نے کہا کہ
مین نے یحییٰ قطان سے سنا کہتے تھے کہ حسن نے
جس روایت مین کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے مین نے اون کی اصلیت کو سوای
ایک دو حدیث کے سب کو معلوم کر لیا۔ اور
کہا شیخ جمال الدین نے تہذیب مین کہ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ان کو
چھوٹے پن کی حالت مین صحابہ کرام کے
پاس جبکہ ان کی ماں کام مین لگ جاتی تھین

كانت ام سلمة رض تخرج الى
اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم وهو صغير و امه
منقطعة اليها فكانوا يدعون
له واخرجته الى عمر بن الخطاب
فدعا له اللهم فقهه في الدين
اخرجه العسكري في كتاب المواعظ ١٢ شرح
وحببه الى الناس وقال حماد بن
زيد عن عقبة بن ابي ثبيت الراسبي
قال كنت عند بلال بن ابي بردة فذكروا
الحسن فقال بلال سمعت ابي يقول
والله لقد ادركت اصحاب محمد صلى
الله عليه وآله وسلم فما رأيت
احدا اشبه باصحاب محمد صلى الله
عليه وسلم من هذا الشيخ يعني الحسن
وقال جرير بن حازم عن حميد بن
هلال قال لنا ابو قتادة الزموا هذا
الشيخ فما رأيت احدا اشبه رأيا
بعمر بن الخطاب منه يعني الحسن
رواه ابن ابي شيبة وسنده صحيح ١٢ شرح
وقال ابو هلال الراسبي عن خالد
رواه ابن ابي شيبة قال ثنا الحسن بن موسى قال ثنا ابو هلال
بن رباح الهذلي سئل انس بن
ثنا خالد بن رباح ان انس بن مالك سئل ١٢ شرح
مالك عن مسئلة فقال سلوا

تو برابر لیجایا کرتی تھین اور وہ لوگ انکے لئے
دعا کیا کرتے تھے اور حضرت عمر کے پاس
لے گئین تو آپ نے یہ دعا دیا کہ اے خدا اسکو
دین کا فقیہ بنا اور لوگون مین اسکو محبوب رکھ
(اسکو عسکری نے کتاب المواعظ مین بھی روایت
کیا ہے) اور حماد بن زید عقبہ بن ابی ثبیت
راسبی سے روایت کرتے ہین کہ مین بلال بن
ابی بردہ کے پاس تھا وہان لوگون مین حسن
کا تذکرہ تھا سو بلال نے کہا کہ مین نے اپنے
باپ سے قسم کھا کر کہتے سنا ہے کہ مین نے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا
ہے انمین سے کسیکو سوا اس شیخ حسن
کے صحابہ کرام کے مشابہ نہین پایا اور جریر بن
حازم نے کہا کہ مجھ سے حمید بن ہلال نے روایت
کی کہ ہمکو ابو قتادہ نے اس بات کی نصیحت
کی کہ اس شیخ کی صحبت کو لازم کرو مین نے
حضرت عمر کی راے سے انکے سوا کسیکو زیادہ
مشابہ نہین پایا (اسکو ابن ابی شیبہ نے بھی سند
صحیح سے روایت کیا ہے شرح) اور ابو ہلال راسبی
خالد بن رباح ہذلی سے روایت کرتے ہین ایک مسئلہ
حضرت انس بن مالک پوچھے گئے تو فرمایا کہ مولانا

مولانا الحسن ع او یا ابا حمزة تسألك تقول
سلوا مولانا الحسن ع ل سلوا مولانا الحسن فانه
قد سمع وسمعنا فحفظ ونسینا و قال القاسم
بن الفضل الحدانی عن عمرو بن مرة ازلا
اهل البصرة بهذین الشیخین الحسن وابن سیرین
وقال موسی بن اسمعیل عن المعتمر بن سلیمان
کان یقول الحسن شیخ اهل البصرة وقال
عبد الرزاق عن معمر قال لی عمرو بن دینار
ابو الشعثاء عندکم اعلم او الحسن ع قلت
ما تقول ان من عندنا من یزعم ان الحسن اعلم
من ابن عباس ع ل فهل کان الحسن الا
من صبیان ابن عباس قال فقلت فهل کان
ابو الشعثاء الا من صبیان الحسن ع اما هو
عندنا اعلم منه قال عبد الرزاق فقلت
لمعمر فرطت قال انه افرط فافرطت
ضمرة بن ربیعة عن الاصبغ بن زید
سمعت العوام بن حوشب یقول
ما اشبه الحسن الا بنبی قام فی قومه
ستین عاما یدعوهم الی الله عز
وجل وقال عبید الله بن عمر
القواریری عن هشیم اخبرنا

حسن سے پوچھو تو لوگون نے کہا کہ اے ابا حمزہ ہم آپ سے پوچھتے ہین اور آپ
فرماتے ہین کہ مولانا حسن سے پوچھو فرمایا ہان انھین سے پوچھو کیونکہ
انھون نے بھی سنا اور ہمنے بھی سنا مگر انھون نے یاد
کیا اور ہم بھول گئے اور قاسم بن فضل حدانی عمرو بن مرہ سے
روایت کرتے ہین کہ مین اہل بصرہ کو ان دو شخصون پر غبطہ کرتا ہون وہ
حسن اور ابن سیرین ہین اور موسے بن اسمعیل
نے کہا کہ معتمر بن سلیمان کہتے تھے کہ حسن بصرہ
کے شیخ ہین اور عبد الرزاق نے معمر سے روایت کی کہ
مجھے عمرو بن دینار نے کہا کہ تملوگون کے نزدیک ابو الشعثاء
زیادہ عالم ہین یا حسن مین نے کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین
ہملوگون مین بعض تو ابن عباس سے بھی حسن کو زیادہ
عالم جانتے ہین کہا کہ حسن ابن عباس کے سامنے بچے
ہین تو مین نے کہا کہ ایسا ہی ابو الشعثا حسن کے سامنے
بچے ہین تو ابن دینار نے کہا کہ میرے نزدیک بھی
ابو الشعثا حسن سے زیادہ عالم نہین ہین عبد الرزاق
کہتے ہین کہ معمر کو مین نے کہا کہ تمنے حد سے بڑھا دیا
تو معمر نے کہا کہ ابن دینار نے حد سے بڑھایا تو مینے
بھی بڑھایا اور ضمرہ ابن ربیع اصبغ ابن زید سے
روایت کرکے کہتے ہین کہ عوام بن حوشب سے
کہتے سنا کہ حسن اپنی قوم مین نبی کے مانند ہین ساٹھ
برس سے اللہ کیطرف انکو بلاتے ہین اور عبید اللہ بن عمر

الاشعث بن سوار قال اردت ان
اقوم البصرة لالقی الحسن فاتیت
الشعبی فسالته فقلت یا ابا عمرو
انی ارید ان اتی البصرة قال وما
تصنع بالبصرة قلت ارید ان القی
الحسن فصِفهُ لِی قال نعم انا اصفه
لک اذا دخلت البصرة فادخل مسجد
البصرة فادم ببصرک فاذا رایت فی المسجد
رجلا لیس فی المسجد مثله او لم تر مثله
فهو الحسن قال اشعث فاتیت مسجد البصرة
فما سالت عن الحسن احدا حتی جلست
الیه بنعت الشعبی وقال محمد بن فضیل
عن عاصم الاحول قلت للشعبی لک حاجة
قال نعم اذا اتیت البصرة فاقرأ
الحسن منی السلام قلت ما اعرفه قال اذا
دخلت البصرة فانظر الی اجمل رجل
تراه فی عینک واهیبة فی صدرک فاقرأ
منی السلام قال فما عدا ان دخل المسجد
فرای الحسن والناس حوله جلوس فاتاه
فسلم علیه وقال قریش بن حیان العجلی
عن عمرو بن دینار سمعت قتادة یقول

عمر القواریری نے کہا کہ ہمسے روایت کی ہشیم نے
کہا کہ ہمکو خبر دی اشعث بن سوار نے کہا کہ مین نے ارادہ کیا
کہ بصرہ جاکر حسن سے ملاقات کرین تو ہم شعبی کے پاس آئے
اور اونسے پوچھا کہ اے ابو عمر میرا ارادہ بصرہ جانیکا ہے
کہا کہ بصرہ جاکر کیا کیجئے گا مین نے کہا کہ حسن سے ملاقات
کرینگے آپ مجھسے اونکی تعریف بیان کیجئے کہا ہان مین
اونکی تعریف کرونگا جب تم بصرہ مین جائیو تو مسجد مین
جانا اور نظر کو دوڑانا تو ایک ایسے مرد کو دیکھیے گا کہ اوسکے
ایسا دوسرے کو نہین دیکھیگا یا کہا کہ اونکا ایسا کبھی
نہ دیکھا ہوگا اشعث نے کہا کہ مسجد مین آکر ہمنے
کسی سے نہ پوچھا بلکہ شعبی کی تعریف بموجب اونکے
پاس جاکر ہم بیٹھے۔ اور کہا محمد بن فضیل نے عاصم احول
کی روایت سے کہ مین نے شعبی کو کہا کہ آپکو کچھ بصرہ
مین حاجت ہے کہا ہان جب بصرہ جانا تو حسن سے
ملنا اور اونکو میرا سلام کہنا مین نے کہا کہ مین اونکو
نہین پہچانتا کہا کہ جب بصرہ مین جانا تو ایک نہایت
خوبصورت مرد کو دیکھنا اوسکی ہیبت تیرے دل مین رہیگی
اونکو میرا سلام کہنا پس صبح ہمنے مسجد بصرہ مین کیا
اور لوگونکو دیکھا کہ اوسکے گرد بیٹھے ہوئے ہین پس
مین اونکے پاس گیا اور سلام کیا۔ اور کہا قریش بن حیان العجلی
نے عمرو بن دینار کی روایت سے کہا کہ قتادہ کو کہتے سنا

ما جمعت علم الحسن الى علم احد من العلماء
الا وجدت له فضلا عليه غير انه كان
اذا اشكل عليه شیٔ كتب فيه الى سعيد بن
المسيب يسأله وقال ابو عوانة عن قتادة
ما جالست فقيها قط الا رايت فضل الحسن
عليه وقال عبيد الله بن عمر القواريري
عن حاتم بن وردان كنا عند ايوب
فسأله رجل عن حديث من حديث
الحسن في كذا وكذا ثم ضحك فغضب
ايوب غضبا ما رأيت غضبا مثله قال ثم
ضحك قال لا شئ يا ابا بكر قال ما ضحكت
لخير ثم قال ايوب انه والله ما رأت عيناك
رجلا قط كان افقه من الحسن وقال
عبد الرحمن بن المبارك عن حماد بن
زيد سمعت ايوب يقول كان الرجل
يجلس الى الحسن ثلث حجج ما يساله
عن مسئلة هيبة له. قال غالب
القطان البصري عن بكر بن عبد الله المزني
من سره ان ينظر الى اعلم عالم
ادركناه في زمانه فلينظر الى
الحسن فما ادركنا الذي هو

کہ مین نے نہین جمع کیا حسن کے علم کے ساتھ اور
اور علماء کے علم کو مگر حسن کو اونپر افضل پایا بجز اسکے
جب اونکو مشکل مسئلہ پیش آتا تو سعید بن مسیب کے
پاس لکھکر دریافت کرتے اور قتادہ سے نقل
کرکے ابو عوانہ نے کہا کہ ہم کبھی کسی عالم کے پاس
نہین بیٹھے مگر حسن کو اونپر افضل پایا۔ اور
عبیداللہ بن عمر قواریری نے کہا کہ مجھ سے حاتم
بن وردان نے کہا کہ ہم ایوب کے پاس تھے کہ ایک
آدمی نے حسن کی احادیث مین سے ایک حدیث
کی نسبت پوچھا جو فلان باب مین تھی بعدہ ہنسا
اسپر ایوب اسقدر غصہ ہوئے کہ کسیکو ایسا
غصہ نہین دیکھا پھر ایوب نے کہا کہ تو کیون ہنسا کہا
اوسنے کہ یون ہی اے ابابکر ایوب نے کہا کہ بھلائی
سے تو نہین ہنسا ہے اللہ کی قسم تیری آنکھون
نے کبھی حسن سے بڑھکر عالم نہین دیکھا اور عبدالرحمن
بن مبارک نے کہا کہ مجھ سے حماد بن زید نے کہا
کہ ایوب سے مین نے سنا کہتے تھے حلقہ مین لوگ حسن کے
پاس بیٹھتے ایسی کثرت ہوتی جب کوئی مسئلہ پوچھتے
تو اونپر ہیبت طاری ہوتی غالب بن قطان
بصری نے کہا کہ بکر بن عبداللہ مزنی نے کہا کہ اپنے
زمانہ مین بڑے عالمون مین جس عالم کو مین نے

اعلم منه وقال يحيى بن ايوب
المقابري عن معاذ بن معاذ قلت
للاشعث لقيت عطاء وعندك
مسائل افلا سألته قال ما لقيت
احدًا يعني بعد الحسن البصري
في عيني قال قتادة واني ارجو ان
الحسن احد السبعة وقال ايضا
اے سبعۃ من الاوتاد ۱۲ عط
حماد بن سلمة عن قتادة ما اجد كان
اكمل المروة من الحسن و
قال قتادة لا والله لا يبغض
الحسن الا حروري وعن حماد بن
سلمة قال قال يونس حميد الطويل
رأينا الفقهاء فما رأينا احد اكمل
مروة من الحسن وعن حماد بن سلمة
عن علي بن زيد قال سمعت من سعيد
المسيب والقاسم بن محمد بن عبد الله
وعروة بن الزبير ويحيى بن جعدة
بن هبيرة بن ابي وهب المخزومي
وام جعدة وام هاني بنت ابي طالب
فما رأيت فيهم مثل الحسن وقال
حماد بن زيد عن الحجاج بن ارطاة

معلوم کیا ہے اونکو دیکھنا اگر کسیکو منظور ہو
تو حسن کو دیکھے میں نے ان سے بڑھکر کسی دوسرے
کو بڑا عالم نہیں دیکھا اور یحیی بن ایوب مقابری نے
معاذ بن معاذ سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ
میں نے اشعث سے کہا کہ تو عطا سے ملا اور جو
چند مسئلے تجھکو دریافت کرنے ہیں اونسے کیوں
نہیں دریافت کیا کہا کہ میری آنکھوں میں جو
بزرگی حسن بصری کی ہے اونکے بعد مینے کسی
سے ملاقات نہیں کی۔ قتادہ نے کہا کہ مین امید
کرتا ہون کہ حسن اون سات (اوتاد) مین سے
ایک ہے اور نیز حماد بن سلمہ نے قتادہ سے نقل
کرکے کہا کہ مین نے حسن سے زیادہ مروت والا
کسیکو نہیں پایا اور قتادہ نے کہا کہ اللہ کی قسم حسن سے
حروری کے سوا اور کوئی عداوت نہیں رکھیگا
اور حماد بن سلمہ سے حمید طویل نے روایت کی کہا کہ مینے
فقہا کو دیکھا حسن سے زیادہ کامل مروت والا کسیکو نہ پایا
اور حماد بن سلمہ سے روایت ہے وہ علی بن زید سے
روایت کرتے ہین کہا سعید بن مسیب اور قاسم بن محمد
بن عبد اللہ بن عمر اور عروہ بن زبیر اور یحیی بن جعدہ
بن ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی اور ام جعدہ اور ام ہانی
بنت ابیطالب سے ملا کہ حسن کے ایسا او لوگون مین سے کسیکو نہ پایا

سه اشارہ الی الاوتاد وغیرہ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ وابن عساکر فی التاریخ وسعید الرازی ... و ابن ... فانظرہ واحمد بن ... الزیات ... ۱۲

سألت عطاء عن القراءة على الجنازة قال ما سمعنا
ولا علمنا انه يقرأ فقلت ان الحسن
يقول يقرأ عليها قال عليك بذاك ان ذالك
امام ضخم يقتدى به وكان اذا ذكر عند
ابى جعفر محمد بن على بن حسين رضى الله تعالى عنه
قال ذاك الذى يشبه كلامه كلام
الانبياء وقال اسحق بن سليمان الرازى عن
ابى جعفر الرازى عن الربيع بن انس اختلفت
الى الحسن عشر سنين او ما شاء الله فليس من يوم
الا اسمع منه ما لم اسمع قبل ذالك وقال
ابو احمد بن عدى سمعت الحسن بن عثمان يقول
سمعت ابا زرعة يقول كل شئ قال الحسن قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم وجدت له اصلا
ثابتا ما خلا اربعة احاديث وقال ابو موسے
محمد بن المثنى حدثنا الهيثم بن عبيد المزنى
الذى يقال له الصيد عن ابيه قال قال رجل
للحسن يا ابا سعيد انك تحدثنا فتقول
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلو كنت
تسنده الى من حدثك فقال الحسن ايها
الرجل ما كذبنا وما كذبنا ولقد غزونا
غزوة غزوة الى خراسان معنا فيها ثلث مائة من

اور حماد بن زید نے کہا کہ روایت کی حجاج بن
ارطاۃ نے کہا پوچھا ہمنے عطا سے دربارہ قراءۃ
سورہ فاتحہ کے جنازہ مین کہا ہمکو سورہ فاتحہ پڑھنے
کا نہ علم ہے اور نہ ہمنے اسکو کسی سے سنا تو ہمنے کہا کہ حسن
کہتے ہین کہ جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھی جاوے کہا کہ تو اونکے کلام
کو اپنے پر لازم کرلے کیونکہ وہ بڑے امام ہین اس باب
مین ونکی پیروی کیجاوے اور جب آپکا تذکرہ امام باقر
ابو جعفر محمد بن حسین رضی اللہ عنہم کے پاس ہوتا تو
فرماتے کہ یہ وہ شخص ہین جنکا کلام پیغمبرون کے کلام کو مشابہ ہے
اور اسحق بن سلیمان رازی نے اونہون نے ابو جعفر رازی سے کہا کہ ربیع بن انس نے کہا کہ ہم
حسن کے پاس دس برس یا جو اللہ نے چاہا آتے جاتے رہے پھر ہر روز
اونسے ایسی باتین سنتے جو دوسرے روز اونسے نہین سنا تھا اور
ابو احمد نے کہا کہ مین نے حسن بن عثمان سے سنا کہتے تھے
کہ مین نے ابو زرعہ سے سنا کہتے تھے کل روایات
جنمین حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اوسکی اصلیت کو مین نے ثابت پایا سوا چار حدیثون
کے اور ابو موسی محمد بن مثنی نے کہا کہ ہمسے حدیث کی ہیثم
بن عبید مزنی نے جنکو صید کہتے ہین ہمسے اونکے باپ نے
کہا کہ ایک شخص نے حسن کو کہا کہ اے ابو سعید آپ ہملوگون
سے حدیث بیان کرتے ہین اوس مین کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کیون نہین اونکی سند

اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم
يصلي بنا ويقرأ الآيات من السورة ثم يركع
وقال محمد بن سعد قالوا وكان الحسن جامعًا
عالمًا رفيعًا فقيهًا ثقة مأمونًا عابدًا
ناسكًا كثير العلم فصيحًا جميلًا
وسيمًا انتهى وأورد الحافظ ابن كثير
(اے کلام الحافظ المزی ۱۲)
في كتاب البداية والنهاية بعض
هذه الآثار ايضًا قال وقال قتادة ما رأت
عيناي افقه من الحسن وقال يونس بن عبيد
كان الرجل اذا نظر الى الحسن انتفع به
وان لم يسمع كلامه ولم ير عمله و
قال الاعمش ما زال الحسن يعي الحكمة
حتى نطق بها وقال محمد بن سعد (وفي رواية ابن ابي شيبة) الحسن (يبتغى ۱۲ اشرف)
قدم مكة فاجلس على سريرة واجتمع
الناس اليه فحدثهم وكان فيهم
مجاهد وعطاء وطاؤس وعمرو بن شعيب
فقالوا لم نر مثله ابدًا قط انتهى
واذ قد تمت المقدمات فيبدأ
العبد الآن في المقصود مستعينًا بالله
المعبود مبتديًا بكلام الله الودود
وما اوتيتم من العلم الا قليلا اللهم سبحانك

بیان کی ہیں جبکہ آپ نے سنا ہے تو فرمایا حسن نے ای شخص
ہمنے جھوٹ نہیں کہا ہے ورنہ جھوٹھ کی نسبت کی ہے وہ لشکر
ہمنے خراسان کے جہادوں میں سے ایک جہاد کیا جسمیں ہمارے ساتھ
تین سو صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے اونمیں
سے ایک شخص تھے کہ ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑھاتے اور آیات کو
سورت سے پڑھتے اور رکوع کرتے اور محمد بن سعد نے کہا کہ حسن رفیع القدر
جامع تھے ظاہر و باطن عالم جلیل القدر فقیہ ثقہ مامون عابد بطریق حق
کے پیشوا کثیر العلم فصیح خوبصورت تھے امام مزی کا کلام جو علی
ختم ہوا اور حافظ ابن کثیر نے بھی کتاب البدایہ والنہایہ میں
بعضے ان آثار کو لکھا ہے اور کہا کہ قتادہ نے کہا کہ میری دونوں
آنکھوں نے حسن سے زیادہ فقیہ کسیکو نہیں دیکھا اور یونس بن
عبید نے کہا کہ مرد حسن کو دیکھنے سے لوگوں کو فائدہ پہونچتا تھا
باوجودیکہ اونکے عمل کو نہیں دیکھا اور نہ اونکے کلام کو سنا اور
اعمش نے کہا کہ حسن ہمیشہ حکمت کی حفاظت کرتے پھر اوسکے
ساتھ کلام کرتے اور محمد بن سعد نے کہا کہ حسن مکہ میں آئے تخت
پر بیٹھے اور آدمی سب اونکے پاس جمع ہوئے پھر اون سے حدیث
بیان کی تو اونمیں مجاہد اور عطا اور طاؤس و عمرو بن شعیب
تھے ان سبھوں نے کہا کہ اونکی مانند ہم لوگوں نے کبھی کسیکو نہیں دیکھا
انتہیٰ پس جب مقدمات تمام ہوئے تو بندہ اب مقصود کو شروع کرتا
مدد چاہکر رب المعبود سے اور شروع کرکے کلام اللہ ودود سے
وما اوتيتم من العلم الا قليلا اللهم سبحانك

لہ رواه ابو داود السجستانی وابن [illegible] البيهقي [illegible] والحاكم قال [illegible] كانوا [illegible] البركات [illegible] الخراسان [illegible] الشافعي [illegible] من الائمة [illegible] الصوفية [illegible] الحسن [illegible]

لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت
العليم الحكيم **باب في اللقاء**

قال الحافظ جلال الدين السيوطي ناقلا
من الحافظ زين الدين العراقي في شرح
جامع الترمذي عند الكلام على حديث
رفع القلم عن ثلاثة قال علي بن المديني
الحسن راى عليا بالمدينة وهو غلام
وقال ابو زرعة كان الحسن البصري
يوم بويع لعلي بن ابيطالب ابن اربع عشرة
سنة وراى عليا بالمدينة ثم خرج
الى الكوفة والبصرة ولم يلقه الحسن
بعد ذلك وقال الحسن رائيت الزبير
يبايع عليا انتهى (رواه ابن حبان ۱۲ منه) وقال الامام الحفاظ
محمد بن اسمعيل البخاري في تاريخه
الصغير في ترجمة سليمان بن سالم القرشي
ابي داؤد العطار سمع علي بن زيد وعلي
بن زيد من الحسن والحسن راى عليا والزبير
التزما وراى عثمان وعليا التزما
وقال الحافظ القاضي ابو بكر بن العربي
في شرح جامع الترمذي قد ادرك
الحسن عليا مسنا وذكر الحافظ الذهبي

لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت
العليم الحكيم **باب حسن کی ملاقات میں**

حافظ جلال الدین سیوطی حافظ زین الدین عراقی
کی شرح جامع ترمذی سے تحت حدیث رفع القلم عن ثلاثۃ
کے نقل کرتے ہیں کہ علی بن مدینی نے کہا کہ حسن نے علی
کو کمسن کی وقت دیکھا ہے اور ابو زرعہ نے کہا کہ جب حضرت
علی سے لوگوں نے خلافت کی بیعت کی اوس وقت حسن
چودہ برس کے تھے اونھوں نے حضرت علی کو مدینہ میں دیکھا
اوسکے بعد کوفہ و بصرہ کو نکلے پھر اوسکے بعد نہیں دیکھا
اور حسن نے کہا کہ ہمنے زبیر کو علی سے بیعت کرتے دیکھا ہے
اسکو ابن حبان نے روایت کیا ہے ۱۲ شرح انتہی
اور امام الحفاظ محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی
تاریخ صغیر میں تحت ترجمہ ابو داؤد سلیمان بن
سالم قرشی عطار کے کہا ہے کہ انھوں نے علی بن
زید سے سنا اور علی بن زید نے حسن سے اور حسن بصری نے
علی و زبیر کو معانقہ کرتے ہوئے دیکھا اور عثمان و علی کو دیکھا لپٹے ہوئے
اور قاضی حافظ ابو بکر ابن عربی نے جامع ترمذی
کی شرح میں کہا ہے کہ حسن نے علی کو پایا ہے
جس حال میں کہ وہ مسن تھے۔ اور حافظ
ذہبی نے کہا کہ حسن نے علی و عثمان و طلحہ
کو دیکھا ہے لیکن اونکا ملاقات کرنا بصرہ میں

انه رای علیا وعثمان وطلحة و
اما اللقاء بالبصرة فما وجدناه
مصححا فی کتب المحدثین لکن الامام
الغزالی قدس الله سره العالی الذی
قال فیه الامام الحافظ ابن الاثیر
هو امام ائمة الدین وهادی دعاة
المسلمین واوحد الدهر وفرید العصر
فی علوم الشریعة علی اختلافها و
تنوعها والتصانیف الشریفة والتالیف
اللطیفة التی لم یر قبله مثلها فی کل
فن من الفنون العلوم الشریعة الی اخر
ترجمته وذکر الامام الیافعی بسنده
المتصل المسلسل باولیاء الله الکمل
عن قطب الوقت السید ابی الحسن الشاذلی
رضی الله تعالی عنه ان ابا الحسن بن
حرزهم المعروف فی لسان العامة
بابن حرازم المغربی کان ینکر علی الغزالی
ویطعن فیه فرای النبی صلی الله علیه وسلم
یجلده وقال الشیخ ابو الحسن الشاذلی
ولقد مات یوم واثر السیاط ظاهر علی
جلده قال الیافعی واخبرنی بعض

تو ہمنے اسکی تصحیح محدثین کے کسی کتب مین نہین
پایا مگر امام غزالی قدس اللہ سرہ العالی نے اسکو
لکھا ہو جنکے ترجمہ مین امام حافظ ابن اثیر نے یون
لکھا ہے کہ غزالی امام ہین ائمہ دین سے اور ہادی
ہین مخلوقات مسلمین کے یکتاے عصر فرید دہر ہین
علوم شریعت مین اور خلافیات اور اوسکے اقسام
مین اونکی تصانیف شریفہ و تالیفات لطیفہ
کل علوم و فنون مین شریعت کے ایسے ہین کہ اونکا
مثل اوسکے پیشتر دیکھا نہین گیا آخر ترجمہ تک
اور امام یافعی نے اپنی سند متصل سے جس مین کملاے
اولیاء اللہ ہین قطب الوقت سید ابو الحسن شاذلی
رضی اللہ تعالے عنہ کی روایت سے روایت کی ہے کہ ابو الحسن
بن حرزہم جو عوام مین ابن حرازم مغربی سے مشہور ہین
امام غزالی پر طعن و تشنیع و انکار کرتے تھے پس
اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اونکو
درہ مار رہے ہین شیخ ابو الحسن شاذلی نے
کہا کہ جب ابن حرازم مرے تو اوس درے کا
نشان انکے چمڑے پر ظاہر تھا اور یافعی نے کہا کہ
کہ ابن حرزہم مذکور کے بعض اولاد نے جبکہ وہ
بحالت احرام دونوں گھٹنوں کو موڑے
حرم شریف مین رو رہے تھے اس سے زیادہ

ذرية الشيخ ابن حزم المذكور فهو
محرم جاث على ركبتيه بالك بعينه بحرم
الشريف بزيادة على ما ذكرت بما هو مسطور
في سيرة جده انه كان جده المذكور
مطاعا في بلاد المغرب وقال غيره كان
رئيس الفقهاء فنظر في الاحياء فقال هو
خلاف السنة ثم التمس من السلطان
ان يامر مناديا ينادي في البلاد باحضار
نسخ الاحياء قال فلما حضرت اجتمع هو
والفقهاء ونظروا فيها وكان ذلك في
يوم الخميس فاجتمع رائهم على ان يحرقوها
يوم الجمعة بعد الصلوٰة فلما كانت ليلة
الجمعة راى النبي صلى الله عليه وسلم في
بعض الجوامع ومعه ابوبكر وعمر والنور
هنالك ساطع وهم جلوس فاذا بالامام
الغزالي قائم قال فلما رائى قال يا رسول الله
هذا خصمي ثم جثى على ركبتيه وزحف
عليهما من مكانه الى ان وصل الى
الموضع الذي فيه النبي صلى الله عليه
واله وسلم وناوله نسخة من كتاب
الاحياء وقال يا رسول الله هذا يزعم

تفصیل کے ساتھ جو اون کے دادا کی سیرت
مین مذکور ہے بیان کیا کہ اون کے دادا ملک
مغرب مین مطاع اور مرجع خلائق تھے اور اون
کے سوا دوسرون نے کہا کہ وہ رئیس الفقہاء
تھے احیاء العلوم کو دیکھکر کہا کہ یہ خلاف سنت
ہے پھر سلطان سے کہکر سارے شہرون مین
اسکی منادی کرائی کہ احیاء العلوم کے سارے
نسخونکو جمع کرو جب جمع ہوگیا تو خود وہ اور سارے
فقہاء نے اوسکو دیکھنا شروع کیا وہ پنجشنبہ
کا روز تھا۔ پھر اسبات پر سب کی رائے متفق
ہوئی کہ کل بعد از نماز جمعہ سبکو جلا دیا جاوے
جب جمعہ کی شب ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی ایک مجمع مین زیارت ہوئی آنحضرت صلعم
کے ساتھ ابوبکر وعمر رضے اللہ عنہما بھی ہین اوس
مجلس مین نور پھیلا ہوا ہے اور سب خاموش
بیٹھے ہین بس اچانک امام غزالی کو کھڑا پایا
پھر جب مجھے دیکھا تو کہا کہ یا رسول اللہ یہ میرا دشمن
ہے پھر گھٹنون کے بل چلے اور اون سے بھی
آگے بڑھے اور پہونچے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
جس جگہ پر تشریف رکھتے تھے اور نسخہ احیا کو
پیش کیا اور کہا یا رسول اللہ یہ سمجھتا ہے

الی اقول عنک خلاف سنتک فانظر
فیه فان کان کما یزعم استغفرت
الله وتبت وان کان شیئاً استحسنه
حصل لی من برکتک فخذ لی حقی
من خصمی قال فنظر فیه رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم من اوله
الی آخره ثم قال هذا حسن ثم ناوله
الصدیق رضی الله عنه فنظر فیه
ثم قال نعم والذی بعثک بالحق
انه لحسن ثم ناوله عمر رضی الله عنه فنظر
فیه ثم قال کذلک قال الراوی
ابو الحسن المذکور فعند ذلک امرت
بتجریدی فضربت خمسة اسواط
ثم شفع فی الصدیق وقال یا رسول الله
انما فعل هذا اجتهاداً فی سنتک
وتعظیماً لها قال فعند ذلک عفی
عنی ابو حامد وبقیت متوجعاً خمساً
وعشرین لیلة ثم رایت النبی صلی الله
علیه وسلم جاء ومسح علی وتوبنی
فشفیت لله نظرت فی الاحیاء ففهمته
غیر الفهم الاول انتهی ذکر فی الاحیاء

کہ ہم آپکی طرف خلاف سنت کہتے ہین سو
آپ ملاحظہ فرمادین اگر ایسا ہی ہے جیساکہ یہ خیال
کرتے ہین تو ہم توبہ استغفار کرتے ہین اور اگر کچھ اس
مین خوبی ہے جو مجھکو آپکی برکت سے حاصل ہوا ہے تو
اسوقت میرا حق اس سے لیجئے پھر شروع سے
اخیر تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرماکر
فرمایا کہ یہ خوب ہے پھر آنحضرت صلعم نے صدیق رضی اللہ عنہ
کو دیا آپنے ملاحظہ فرماکر فرمایا کہ اوسکی قسم ہے جسنے آپ کو
حق کے ساتھ بھیجا ہے یہ تو بہت بہتر ہے پھر آنحضرت صلعم
نے عمر رضے اللہ عنہ کو دیا اونھون نے بھی دیکھکر ایسا ہی
فرمایا کہا ابو الحسن راوی مذکور نے کہ میرا کپڑا اوتار اگیا پھر
پانچ کوڑے لگائے گئے پھر حضرت صدیق نے سفارش کی
کہ یارسول اللہ اسنے آپکی سنت مین اجتہاد ایسا کیا ہے اور
سنت کی تعظیم کے خیال سے ایسا کہا ہے تو معاف
کیا مجھے ابو حامد غزالی نے اور اس مار کا درد پچیس رات تک
رہا پھر رسول خدا صلعم کی زیارت ہوئی اور آپ نے
اپنا دست مبارک اوپر پھیرا اور مجھ سے توبہ کرایا پھر قبول
فرمایا بعدہ اب احیاء کو جو دیکھتے ہین تو پہلی بار کی سمجھ سے
اب دوسرا ہی مطلب معلوم ہوتا ہے انتہے۔ احیاء مین ذکر
کیا ہے کہ حضرت علی نے قصاص یعنی ایک واعظ کو (بوجہ
نجاننے ناسخ و منسوخ کے) بصرہ کی مسجد سے نکالا وہ

قال الشعرانی فی طبقات الاعیان بعض فقہاء انکار ۱۲ منہ

اخرج علی رضی الله عنه القصاص من
مسجد البصرة ولما سمع کلام الحسن البصری
لم یخرجه اذ کان یتکلم فی علم الآخرة
انتهی الغرض منه وقال مستند اهل
الحدیث والصوفیة الشیخ الامام ابو طالب
المکی فی قوت القلوب لما دخل علی
کرم الله وجهه البصرة جعل یخرج القصاص
من المسجد ویقول لا یقص فی مجلسنا
حتی انتهی الی الحسن وهو یتکلم فی هذا العلم
فاستمع الیه ثم انصرف ولم یخرجه وقد
لقی سبعین بدریا ورای ثلثمائة
صحابی ورای عثمان رضی الله عنه وعلی
بن ابی طالب رضی الله عنه ومن بقی فی
وقته من العشرة المبشرة

باب فی السماع

قال الحافظ المزی وقد قال الذهبی
فیه شیخنا الامام العلامة الحافظ
الناقد المحقق المفید محدث الشام
بدری الحدیث کما فی النفس متنا واسنادا
والیه المنتهی فی معرفة الرجال وطبقاتهم
ومن نظر فی کتابه تهذیب الکمال علم
محله من الحفظ فما رأیت مثله ولا رای

حسن کا کلام سنکر انکو نہین نکالا کیونکہ یہہ
آخرت کے باب مین وعظ کہتے تھے انتہی اور صوفیہ و
اہل حدیث کے مستند شیخ الامام ابو طالب مکی
نے قوت القلوب مین کہا ہے کہ جب بصرہ
مین حضرت علی داخل ہوئے تو سارے واعظین کو
مسجد سے نکالنے لگے اور فرمانے میری مجلس
مین نہ بیان کیا کرین پھر حسن کے پاس پہونچے
اور وہ اس علم مین یعنی علم آخرت مین کلام
کر رہے تھے اونکو سنکر واپس چلے گئے اور
انکو نہ نکالا - اور حضرت حسن ستر بدری سے
ملے اور تین سو صحابہ کو دیکھا اور عثمان و
علی رضی الله عنہما کو دیکھا اور انکے وقت مین
جو عشرہ مبشرہ زندہ تھے اونکو بھی دیکھا

باب حسن کے سماع مین

حافظ مزی نے جنکے حق مین ذہبی نے کہا
ہمارے شیخ امام العلامہ حافظ ناقد محقق مفید
محدث شام ہین حدیث کو متناً و اسناداً ایسا جانتے ہین جیسا کہ
حقیقت مین ہے انپر ختم ہوتی ہے رجال و طبقات
کی معرفة جو شخص انکی کتاب تہذیب الکمال کو
دیکھیگا وہ انکے مرتبہ کو پہچانیگا - مین نے
اونکے مثل کسیکو نہین دیکھا اور نہ اونھون نے

هو مثلی لنفسه انتهی الغرض منه وقال
محمد بن موسی الجرشی حدثنا ثمامة
بن عبیدة قال حدثنا عقبة بن محارب
عن یونس بن عبید قال سألت الحسن
قلت یا ابا سعید انک تقول قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم وانک
لم تدرکه قال یا ابن اخی لقد سألتنی
عن شئ ما سألنی عنه احد قبلک
ولولا منزلتک منی ما اخبرتک
انی فی زمان کما تری وکان فی عمل
الحجاج کل شئ سمعتنی اقول قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم
فهو عن علی بن ابیطالب غیر انی فی
زمان لا استطیع ان اذکر علیا
اخبرنا بذلک ابو اسحاق بن الداجی
ای قال المزی ۱۲ ش
عن ابی جعفر الصیدلانی اذما قال
اخبرنی ابو علی الحداد قال اخبرنا
ابو نعیم قال حدثنا ابو القاسم
عبدالرحمن بن العباس بن عبدالرحمن
بن زکریا الاطروش قال حدثنا
ابو حنیفة محمد بن حنیفة الواسطی

اپنے مثل کسیکو دیکھا ہے۔ اور محمد بن موسے
جرشی نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی ثمامہ بن
عبیدہ نے کہا کہ ہم سے حدیث کی عطیہ بن محارب نے
اونھون نے یونس بن عبید سے کہا مین نے حسن سے
پوچھا کہ اے ابو سعید آپ کہا کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ رسول خدا صلعم
کو آپ نے نہین پایا فرمایا کہ اے بھائی تو نے ایسی بات
پوچھی ہے کہ کسی نے اسکے پیشتر نہین پوچھا اگر
تیرا مرتبہ میرے نزدیک نہ ہوتا تو ہم تجھکو نہ بتلاتے
ہم ایسے زمانہ مین ہین جسکو تو دیکھ رہا ہے اور تھے
وہ حجاج کے زمانہ مین تب مین تو یہہ کہتے سنے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو
ہمنے علی بن ابیطالب سے سنا ہے چونکہ ہم ایسے
زمانہ مین ہین کہ حضرت علی کا نام لے نہین سکتے لہذا
اونکا نام نہین لیتے ہین مزی کہتے ہین کہ اسکی خبر دی ہمکو
ابو اسحاق دراجی نے ابو جعفر صیدلانی اذما سے کہا
کہ ہمکو خبر دی ابو علی حداد نے کہا ہمکو خبر دی ابو نعیم
نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو القاسم عبدالرحمن
بن عباس بن عبدالرحمن بن زکریا اطروش
نے کہا ہم سے حدیث کی ابو حنیفہ محمد بن حنیفہ
واسطی نے کہا ہم سے حدیث کی محمد بن موسے

حدثنا محمد بن موسی الجرشی انتہی
وهذا دلیل جلیل علی سماع الحسن
من علی المرتضی واکثاره عنه کرم الله وجهه
ووجه من رای وجهه والرواة لیس
فیهم کلام للثقات ففی هذا القدر
کفایة لاهل الدرایة قال الحافظ
الذهبی فی تذهیب التهذیب و
قال فیه الحافظ ابن حجر فی شرح نخبة الفکر
هو من اهل الاستقراء التام فی نقد
الرجال فی ترجمة الحسن روی عن
عثمان وعلی الی آخره وقال القاری
فی شرح النخبة فی بیان المرسل قال
جمهور العلماء ان المرسل حجة مطلقا
بناء علی الظاهر من حاله وحسن الظن
به انه لا یروی حدیثه الا عن الصحابی
وانما حذفه بسبب من الاسباب کما
اذا کان یروی ذلک الحدیث عن جماعة
من الصحابة کما ذکر عن الحسن البصری
انه قال کنا اطلقه اذا سمعته من
سبعین من الصحابة وکان قد یحذف
اسم علی رضی الله تعالی عنه بالخصوص

هذا الی کلم الثبوت ۱۲ شرح

جرشی نے انتہی اور یہہ زبردست دلیل ہے سماع
کی اور کثرت سے روایت کرنے کی علی مرتضے کرم اللہ تعالے
وجہہ و وجہہ من راے وجہہ سے حسن کی اور ان
مین جو راوی ہین اون مین ثقات کو کچھہ کلام نہین
ہے اور اسقدر اہل علم کیلئے کافی ہے اور ذہبی کی حق مین حافظ
ابن حجر شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین پس حافظ ذہبی تذہیب
التہذیب مین بذیل ترجمہ حسن کے لکھتے ہین کہ وہ استقراء تام
سے ہین رجال کے پرکھنے مین حسن نے عثمان و علی سے روایت
کی ہے الخ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ شرح الشرح نخبہ مین
مرسل کے بیان مین لکھتے ہین کہ مرسل جمہور علماء کے
نزدیک مطلقا حجت ہے بظاہر حال اور اونکے حسن ظن کی
بنا پر کیونکہ وہ بجز صحابی کے دوسرے سے روایت
نہین کرتے ہین اور اوسکو چند سبب سے حذف کردیا ہے
خصوصًا اوسوقت کہ وہ حدیث ایک جماعت سے
مروی ہو جیسا کہ حسن بصری سے مذکور ہوا کہ ہم بیان
کرتے ہین جبکہ ستر صحابی سے سنا ہے اور حضرت علی
کے نام کو بالخصوص بوجہ خوف فتنہ حجاج کے
چھوڑ دیا ہے اور زبدۃ المحدثین عمدۃ
المحققین مشید قواعد طریقہ جامع شریعہ
وحقیقہ سالک صراط مستقیم شیخ ابراہیم
کردی اوستاذ الاستاذ صاحب مقامات عالیہ

ايضاً لخوف الفتنة من جهة الحجاج قال
زبدة المحدثين عمدة المحققين مشيد
قواعد الطريقة الجامع بين الشريعة
الطريقة الجامع بين الشريعة والحقيقة
سالك الصراط المستقيم الشيخ ابراهيم
الكردى شيخ شيخ صاحب المقامات العلية
والكرامات الجلية الشيخ ولى الله المحدث
سلمه الله تعالى وابقاه فى فن الحديث كما علم
من مكتوبه الى تلميذه الشيخ ميان داؤد
فى سند الاجازة حيث قال اجزت اخانا
الصالح الفاضل مولوى ميان داؤد
رواية صحيح البخارى وغيره من الكتب
الستة ومسند الدارمى وكتاب مشكوٰة
المصابيح بحق قرأتى للبخارى وسماعى للدارمى
واجازة الباقى مع قرأة اوائلها على الشيخ
ابى طاهر محمد بن ابراهيم الكردى المدنى
بحق اجازة وقرأته على والده الشيخ
ابراهيم الكردى الخ فى رسالته انباه الانباه
على تحقيق اعراب لا اله الا الله فى ادلة
تلقين الذكر ومنها ما ذكره الشيخ جلال الدين
ابو المحاسن يوسف بن عبد الله بن

وکرامات جلیہ شیخ ولی اللہ محدث
(دہلوی) کے اللہ پاک اونکو سلامت رکھے
اور باقی رکھے جیسا کہ نسبت اوستادی کی علامہ
کردی سے فن حدیث میں انکی خط سے جو اپنے شاگرد میاں
شیخ داؤد کی سند اجازت میں لکھا ہے
معلوم ہوتا ہے وہ سند یہ ہے میں نے
اجازت دی اپنے صالح فاضل مولوی میاں
داؤد کو روایت صحیح بخاری وغیرہ کتب
صحاح ستہ ومسند دارمی وکتاب مشکوٰۃ المصابیح
کی حسب اپنی قرأۃ بخاری وسماع دارمی کے
اور اجازت قرأۃ کے ساتھ کل کے اوائل حدیث
کی شیخ ابی طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی
پر اور اونکو حق اجازت وقرأۃ کا اپنے والد
شیخ ابراہیم کردی سے ہے الخ نے رسالہ
انباہ الانباہ علی تحقیق اعراب
لا الہ الا اللہ میں جو دلائل وثبوت میں
سے تلقین ذکر کے اور بعض اون دلائل
سے یہ ہے جسکو شیخ جلال الدین ابو المحاسن
یوسف بن عبد اللہ بن عمر عجمی کورانی قدس
سرہ نے اپنے رسالہ ریحان القلوب
فی التوصل الی المحبوب میں لکھا ہے کہ

عمر العجمی الکورانی فی رسالة ریحان القلوب
فی التوصل الی المحبوب من قوله قدس
سره سال علی رضی اللہ تعالی عنه
النبی صلی اللہ علیه واله وسلم
فقال یا رسول اللہ دلنی علی اقرب
الطرق الی اللہ واسهلها علی عباده
وافضلها عند اللہ تعالی فقال یا علی
علیک بمداومة ذکر اللہ تعالی فی
الخلوات فقال علی رضی اللہ تعالی
عنه هکذا فضیلة الذکر وکل الناس
ذاکرون فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم مه یا علی لا تقوم الساعة
وعلی وجه الارض من یقول اللہ اللہ
فقال علی کیف اذکر یا رسول اللہ
قال غمض عینیک واسمع منی ثلث
مرات ثم قل انت ثلث مرات وانا
اسمع فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم
لا اله الا اللہ ثلث مرات مغمضا
عینیه رافعا صوته وعلی رضی اللہ عنه
یسمع ثم قال علی لا اله الا اللہ ثلث مرات
مغمضا عینیه رافعا صوته والنبی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہمکو نہایت ہی
آسان و نہایت ہی قریب راستہ اللہ کی طرف
پہونچنے کا جو اللہ کے نزدیک افضل بھی ہو بتلائیے
فرمایا اے علی خلوت و تنہائی مین اپنے پر اللہ
کے ذکر کی مداومت کر حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ یہی افضل ذکر ہے ایسے تو کل لوگ
ذاکر ہین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ٹھہر اے علی قیامت نہین ہوگی مگر
ایسے وقت کہ زمین پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی
نہوگا پس علی نے عرض کیا کسطرح ذکر کرین
فرمایا کہ دونون آنکھون کو بند کر اور مجھ سے
تین مرتبہ سن پھر تو بھی تین مرتبہ کہہ اور ہم
سنین پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
لا الہ الا اللہ کو آنکھ بند کرکے بلند آواز
سے تین مرتبہ فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ سنتے
تھے پھر علی نے آنکھ بند کرکے بلند آواز سے
تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کو کہا اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا پھر اسکی تلقین
کی علی نے حسن بصری کو اور کردی اور سلسلہ
کو شیخ عبد القدوس عباسی شناوی تک

صلے اللہ علیہ والہ وسلم یسمع ثم
لقن علی الحسن البصری وذکر الکردی
السلسلة الی الشیخ عبد القدوس
العباسی الشناوی ثم قال وهو لقن ولده
الشیخ علیاً وهو لقن ولده سیدنا
الشیخ ابا المواهب احمد العباسی
الشناوی ثم المدنی وهو لقن سیدنا
وشیخنا وقدوتنا الی اللہ تعالے الامام
الشریعة والطریقة والحقیقة ذا النظر
الاحمدی الوارث الاحمدی مرکز دائرة
الملک والملکوت المحیط بالمقامات
باذن اللہ ذی العزة والجبروت فرد زمانه
وغوث اوانه سیدی صفی الدین احمد
بن محمد المقدسی الدجانی المدنی
الشهیر بالقشاشی نفعنا اللہ تعالے به فی
الدارین امین وهو لقن خلقاً لا یحصیهم
الا اللہ منهم ملتمس برکاته وبرکاتهم
ابراهیم بن حسن بن شهاب الدین
الکورانی الشهرزوری ثم الشهرانی ثم
المدنی کان اللہ له عنه فی کل ما له اسم لعبده منے الارب
هذا احد طرق شیخنا نفعنا اللہ

ذکر کیا کہا کہ انھون نے اپنے لڑکے شیخ علی کو
تلقین کیا اور اونھون نے اپنے لڑکے سیدنا
شیخ ابو المواہب احمد عباسی شناوی مدنی
کو تلقین کیا اور اونھون نے تلقین کی شیخنا
وقدوتنا الے اللہ تعالے امام الشریعة والطریقة
والحقیقة ذی النظر الاحمدی وارث محمدی مرکز
دوائر ملک وملکوت محیط مقامات باذن اللہ
ذی العزة والجبروت فرد زمانہ غوث اوانہ
سیدی صفی الدین احمد بن محمد مقدسی دجانی
مدنی مشہور بہ قشاشی اللہ تعالے اونکے
علم سے ہمکو اور کو دونون جہان مین نفع دے آمین
اور اونھون نے ایک مخلوق کثیر کو اسکی تعلیم
کی جو شمار سے باہر ہے اون مین سے اونکے
برکات کا استدعا شی ابراہیم بن حسن بن شہاب الدین
کورانی شہرزوری پھر شہرانی پھر مدنی ہے
اللہ تعالے اونکے ہر حال مین ہو آمین
یہ ہمارے شیخ کا طریقہ ہے - اللہ دونون
جہان مین ہمکو اس سے نفع بخشے ہم صرف
اسکو حدیث کی پیروی کے خیال سے تبرکاً
لائے ہین - اس حدیث کو حافظ ابو الفتوح
(طاؤس بن کیسان یمنی تابعی جلیل القدر

بہ فی الدارین واوردناہ علی الانفراد
تبعًا للحدیث تبرکًا وھذا الحدیث اخرجہ
الحافظ ابو الفتوح الطاؤسی بنحو ما فی
ریحان القلوب ثم الراجح ان الحسن البصری
سمع من علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی
عنہ فان الحفاظ مختلفون فی ذلک
فانکرہ جماعۃ واثبتہ جماعۃ قال الحافظ
السیوطی فی اتحاف الفرقۃ وھو ای
الاثبات ھو الراجح عندی بوجوہ وقد رجحہ
ایضا الضیاء المقدسی فی المختارۃ فانہ قال
قال الحسن بن ابی الحسن البصری عن علی
بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ وقیل لم یسمع
منہ وتبعہ علی ھذہ العبارۃ الحافظ
ابن حجر فی اطراف المختارۃ ولکنہ بعد رجح
سماعہ وصححہ ثم ساق الوجوہ المرجحۃ
لسماعہ فمن شاء فلیرجعھا فی فتاوی
السیوطی وفی السمط المجید لشیخنا واذا صح
السماع واللقاء وقد وصل سند تلقین
الذکر من طریق الحسن البصری جماعات من
الصوفیۃ ومنھم الحفاظ کالحافظ ابی الفتوح
الطاؤسی وصلہ من طریق شیخہ زین الدین

کی اولاد و فیروز آبادی صاحب سفر السعادۃ
و جزری و زین عراقی کے شاگرد) طاؤسی نے
بھی مثل ریحان القلوب کے روایت کی ہے
پھر راجح یہ ہے کہ حسن بصری نے علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کیونکہ حفاظ نے
اس باب میں اختلاف کیا ہے ایک جماعت نے تو
انکار کیا ہے اور ایک جماعت نے اثبات حافظ
سیوطی نے اتحاف الفرقہ میں کہا کہ وہ یعنی اثبات
سماع حسن بصری کا ثبوت میرے نزدیک چند وجہوں
سے راجح ہے اور اسیکو ضیاء مقدسی محدث
شام نے مختارہ میں بھی ترجیح دی ہے انھوں
نے کہا کہ حسن بصری نے علی بن ابی طالب رضی
اللہ تعالٰی سے روایت کی ہے اور کہا گیا کہ انھوں نے
نہیں سنا اور اسپر حافظ ابن حجر نے اطراف المختارہ
میں تعاقب کیا ہے لیکن اسکے بعد انھوں نے بھی اسکو
ترجیح دی اور صحیح کہا پھر وجوہ مرجحہ سماع کو بیان کیا
جو اسکی تفصیل چاہے وہ سیوطی کے فتاوی کو دیکھے اور
ہمارے شیخ کے سمط المجید میں ہے کہ جب سماع و لقاء صحیح ہے
اور تلقین ذکر کی سند کو ایک جماعت صوفیہ حسن بصری
سے ملاتی ہے ان میں حفاظ بھی ہیں جیسے حافظ
ابو الفتوح طاؤسی نے وصل کیا ہے طریقہ کو اپنے شیخ زین الدین

الخوافی والمثبت مقدم علی النافی کان
وصل سند تلقین الذکر اصح هذا
بحسب لسان فن الحدیث واهله واما اکابر
اهل الطریق فهم علی بینة من ربهم فی
النفی والاثبات فاذا اثبتوا شیئا او
جزموا به فهو موافق للواقع انتهی فان قلت
الحکم بالارسال ومثله ضرب من الجرح
وبالاتصال ونحوه نوع من التعدیل و
فی روایة لابی داود
الجرح مقدم علیه قلت ذلک فیما اذا کان
الجرح ثابتا مفسر السبب والا فلا یقبل
الجرح حققه العلماء فی الاصول ولا شک
ان من جرح بالارسال وقدح فی الاتصال
لم یات ببرهان قاطع فی سببه بل مبناه علی
العدم الاصلی فلا یقبل لان الاعتبار
لمزید العلم وهو الموجب لتقدیم الجرح
وذلک فی الوصل ثم علم من قول الامام
السیوطی رحمه الله ولکنه بعد صحح سماعه و
صححه ان من انکر السماع واسند الی شیخ
المحدثین شهاب الدین ابن الحجر العسقلانی
قدس الله سره فلم یشرف بقوله الاخیر فی قط
بل وقف علی قوله الاول المرجوع عنه

خوافی سے اور مثبت منفی پر مقدم بھی ہوتا ہے تو
تلقین ذکر کی سند کی وصل نہایت صحیح ہوگی حسب
قواعد علم حدیث و اہل حدیث کے لیکن اکابر اس
طریق کے دلیل پر ہیں اپنے رب کے نفی و اثبات
میں پس کسی چیز کو اونھوں نے ثابت کیا اور لازم
کیا تو وہ واقع کے موافق ہے انتہے پس اگر تو یہہ
کہے کہ ارسال و اسکے مثل کا حکم ایک قسم کی جرح ہے
اور اتصال و غیرہ کا حکم تعدیل سے اور جرح تعدیل پر
مقدم ہے۔ میں کہونگا کہ یہہ اوسوقت ہے جبکہ
جرح ثابت مفسر السبب ہو نہیں تو وہ جرح قبول
بھی نہیں کیجاویگی۔ جیسا کہ علما نے اصول میں اسکو
ثابت کیا ہے اور اسمیں کچھ بھی شک نہیں ہو کہ جنھوں
نے ارسال کی جرح کی ہے اور اتصال میں قدح کی تو وہ کوئی
دلیل قاطع اسکے سبب میں نہیں لائے بلکہ اونکی بنا عدم اصلی
پر ہے اور وہ قابل قبول نہیں کیونکہ مزید علم کا اعتبار ہے
اور وہ تقدیم جرح کی موجب ہے اور یہہ وصل میں بھی پایا جاتا
ہے۔ پھر امام سیوطی کے قول سے معلوم ہوا کہ ابن حجر نے
بعد میں سماع کو ترجیح دی اور اسکو صحیح کیا پھر جنھوں نے
سماع کی انکار کی نسبت شیخ المحدثین شہاب الدین ابن
حجر عسقلانی قدس الله سره کیطرف منسوب کیا ہے اونسنے
انکے اخیر کو نہیں دیکھا ہے قول مرجوع عنہ کو دیکھکر کہا ہے

۵ وفیه تعریض علی السخاوی والقسطلانی و ابن عراق وملا علی القاری والعجلونی والسمهودی ومن سلک نحوهم ازاله صاحب القرة محمد ابو الحسنات عفا عنه

فقط وظهر من قول العلامة الكردي في
هذا المختصر لسان فن الحديث واهله ان ما قيل من
ان الصوفية يقولون تلقن الحسن الذكر من
علي ولا اصل له ليس بشئ ذات الشيخ المحدث
المتقن والشيوخ المحدثين الذين اسند
الحديث من طريقهم رحمهم الله رحمهم

باب في الاحاديث واتصالها

قال الامام احمد في مسنده حدثنا هشيم
قال اخبرنا يونس عن الحسن عن علي قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول
رفع القلم عن ثلاثة عن الصغير حتى يبلغ
وعن النائم حتى يستيقظ وعن المصاب
حتى يكشف عنه وقال حدثني بهز
حدثنا عفان قالا حدثنا همام عن قتادة
الحسن عن علي ان النبي صلى الله عليه
وآله وسلم قال رفع القلم عن ثلاثة
عن النائم حتى يستيقظ وعن المعتوه
او قال المجنون حتى يعقل وعن الصغير
حتى يشب وقال الامام محمد بن عيسى
الترمذي في جامعه حدثنا محمد بن
يحيى القطعي البصري ثنا بشر بن عمر ثنا همام

اور علامہ کردی کے قول سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ یہ حسب قواعد
حدیث و اہل حدیث کے ہے یعنی جو یہ کہا گیا ہے (القرہ میں) کہ
صوفیہ کہتے ہیں حسن نے علی سے ذکر کی تعلیم پائی اسکی کوئی
اصلیت نہیں ہے سو یہ قول محض پوچ ہے کیونکہ یہ شیخ
محدث متقن ہیں اور شیوخ محدثین نے بھی حدیث
کو انکے طریق سے روایت کی ہے اللہ روح کو [illegible]

باب احادیث میں اور اسکی اتصال میں

حسن بصری سے امام حنبل نے اپنی مسند میں کہا ہے حدیث
بیان کی ہمسے ہشیم نے کہا کہ ہمکو یونس نے خبر دی حسن سے
انھوں نے علی سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا فرماتے
تھے کہ تین شخصوں سے قلم (گناہ لکھنے کا) اوٹھا لیا گیا ہے لڑکے
سے جب تک وہ جوان نہ ہو اور سونیوالے سے جب تک وہ نہ جاگے
اور مصیبت والے سے جب تک اسکی مصیبت دور ہو اور کہا
مجھ سے حدیث کی بہز اور عفان نے دونوں نے کہا کہ ہمسے ہمام نے
حدیث کی انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حسن سے انھوں
نے علی سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں سے
قلم اوٹھا لیا گیا ہے سونیوالے سے کہ وہ جاگے معتوہ یا مجنون
سے کہ وہ ہوش والا ہو لڑکے سے کہ وہ جوان ہو اور امام محمد بن
عیسے ترمذی نے اپنے جامع میں کہا کہ ہمسے حدیث
بیان کی محمد بن یحیے قطعی بصری نے کہا کہ مجھسے
حدیث کی بشر بن عمر نے انھوں نے کہا کہ ہمسے

عن قتادة عن الحسن عن علی کرم الله وجهه عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم
قال رفع القلم عن ثلثة عن النائم
حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یشیب
وعن المعتوه حتی یعقل قال ابو عیسے
حدیث علی رضی الله تعالی عنه حسن
غریب فی هذا الوجه وقد روی من
غیر وجه عن علی عن النبی صلی الله علیه
واله وسلم ولا نعرف للحسن سماعًا
من علی بن ابی طالب رضی الله عنه
وقال الامام الحافظ السیوطی فی
الاتحاف واخرجه النسائی و
الحاکم وصححه الضیاء المقدسی فی
المختارة فاعلم ان هذا الحدیث متصل
علی مذهب الامام احمد فانه معنعن
وکل معنعن متصل عند الجمهور
اذا خلی من شبهة التدلیس وههنا
قد زالت ماصححه به الحاکم والضیاء
لشبهة التدلیس بما قال ابن حبان فی الثقات
ذکر الامام الحافظ ابو بکر الخطیب فی
الکفایه بسنده الی ابی داؤد قال سمعت
احمد و قیل له ان رجلا قال عن عروة

حدیث کی ہمام نے قتادہ سے او نھون نے حسن سے
او نھون نے علی کرم اللہ وجہہ سے او نھون نے رسول اللہ
صلعم سے فرمایا کہ تین شخصون سے قلم اوٹھا لیا گیا ہے سوتے ہوئے
سے جب تک کہ وہ نہ جاگے اور لڑکے سے جب تک کہ وہ نہ جوان ہو
اور معتوہ سے جب تک کہ نہ سمجھدار ہو ابو عیسے نے کہا کہ
حدیث علی رضی اللہ عنہ کی حسن غریب ہی اس وجہ
سے اور تحقیق روایت کیگئی ہی یہہ حدیث نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے دوسری وجہ سے بھی اور حسن بصری کا
سماع علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہم نہیں جانتے
ہین اور امام حافظ سیوطی نے اتحاف مین
کہاہے کہ اسکو نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے
اور حاکم نے صحیح کہاہی اور نیز مقدسی نے مختارہ
مین روایت کیا ہے پس توجان لے اسکو کہ یہہ حدیث
مذہب امام حنبل کے موافق متصل ہے کیونکہ یہہ
معنعن ہے اور کل معنعن جمہور کے نزدیک
جبکہ تدلیس کے شبہہ سے خالی ہو متصل ہے
اور یہان بوجہ حاکم کی تصحیح کے (تدلیس کا شبہہ)
زائل ہے اور امام ابو حافظ ابوبکر خطیب نے کفایہ
مین اپنی سند سے ابو داؤد تک نقل کیا کہا احمد
سے مین نے سنا کہ اون سے ایک شخص نے
پوچھا عن عروة ان عائشة قالت

ملے قال الشارح و وجدت فی نسخة والنکات قد ادرک ونقد انقطاعه شارح الترمذی حبیب شاه نقال لعبده ولا نفی انه لا ینبغی من عدم معرفة عدم وجوده حقیقة نقد عزو النسائی ... ۱۲ شرح

ان عائشة قالت یارسول الله وعن عروة
عن عائشة سواء قال کیف هذا سواء
سواء قالوا فانما فرق احمد بین
اللفظین لان عروة فی اللفظ الاول
لم یسند ذلك الی عائشة ولا ادرك
القصة وکانت مرسلة واما اللفظ الثانی
فاسند ذلك بالعنعنة وکانت متصلة
وکذا هو متصل علی مذهب الترمذی
لانه اما ان یکتفی فی الاتصال بالمعاصرة
کالجمهور او یشترط اللقاء لبعضهم وکلاهما
ثابت عنده کغیره ولیس یشترط ان یکون
الراوی معروفا بالسماع ممن روی عنه و
قوله لا نعرف للحسن سماعا من علی رضی الله عنه
یعنی بوجه صریح انما قاله افادة علی عادته
ومن اجل التدلیس وکذا قول القاضی
ابی بکر بن العربی فی شرح الترمذی
قد ادرك الحسن علیا مسنا ولکن لا نعلم
سماعه منه وکذا هو متصل علی
مذهب الامام مسلم فانه یکتفی فی
الاتصال بالمعاصرة وقد بالغ فی الرد و
الانکار علی من خالف مذهبه هذا وقد نزل...

قالت یارسول الله وعن عروة عن عائشة
برابر ہے کہا کیونکر یہ برابر ہوگا محدثین نے کہا
کہ احمد نے دونوں لفظوں مین فرق کیا ہے کیونکہ
عروہ نے پہلی روایت مین عائشہ کی طرف سند
نکی اور قصے کو پایا پس مرسل ہوگا اور دوسری
روایت مین عن عن کے ساتھ سند کی پس
(بسبب زوال تدلیس کے) متصل ہوگی اور یہی
یہ روایت ترمذی کے مذہب پر بھی متصل ہے کیونکہ
اونھون نے صرف معاصرت پر اکتفا کیا ہے جیسا کہ جمہور
کا مذہب ہے یا لقا بھی شرط ہے جیسا کہ بعض کا مسلک
ہے اور یہ دونون اونکے نزدیک ثابت ہے
جیسا کہ اونکے غیر کے نزدیک ثابت ہے اور یہ شرط
نہین ہے کہ راوی جس سے روایت کرے اوسکے سماع کے
ساتھ مشہور ہو۔ اور ترمذی کا یہ کہنا کہ ہم اونکے سماع کو علی رضی سے
نہین جانتے ہین مطلب یہ ہے کہ صریح طور سے اور اسکو اپنی عادت
کے موافق تدلیس کے افادہ سے کہا ہے اور ایسا ہی قاضی ابوبکر بن
عربی کا قول شرح ترمذی مین کہ حسن نے حضرت علی رضی سے
کو پایا مگر ہم اونکے سماع کو نہین جانتا ہے اور ایسا ہی یہ حدیث
متصل ہے امام مسلم کے مذہب پر کیونکہ اونھون نے
اتصال کو صرف معاصرت پر بس کیا ہے اور جو اسکے
مخالف ہین اونکے رد و انکار مین مبالغہ کیا ہے اور ہم بہتر

نورد ذلك وان افضى الى اطالة فهو حسنة
قال في مقدمة صحيحه قد تكلم بعض منتحلي
الحديث من اهل عصرنا في تصحيح الاسانيد
وتسقيمها بقول لو ضربنا عن حكايته
وذكر فساده صفحا لكان رايا متينا ومذهبا
صحيحا اذ الاعراض عن القول المطرح
احرى لاماتته واخمال ذكر قائله واجدر
ان لا يكون ذلك تنبيها للجهال عليه
غير انا لما تخوفنا من شرور العواقب واغترار
الجهلة بمحدثات الامور واسراعهم
الى اعتقاد خطاء المخطئين والاقوال
الساقطة عند العلماء رأينا الكشف عن
فساد قوله ورد مقالته بقدر ما يليق بها
من الرد اجدى على الانام واحمد للعاقبة
انتهى
فيه انشاء الله تعالى وزعم القائل الذي
افتتحنا الكلام على الحكاية عن قوله
والاخبار عن سوء رويته ان كل اسناد
لحديث فيه فلان عن فلان وقد احاط
العلم بانهما قد كانا في عصر واحد
وجائز ان يكون الحديث الذي روى الراوي
عمن روى عنه قد سمعه منه وشافهه به

قوله المراد منه البخاري ۱۲

من

سمجھتے ہیں اوسکو باوجود طول ہونیکے نقل
کرین کہا مسلم نے مقدمہ صحیح مسلم مین کہ بعض حدیث
کے عامل نے میرے زمانہ کے (اس سے بخاری مراد ہین)
اسانید کی صحت وضعف مین کلام کیا ہے اوسکے
مقولہ کو بیان کرین اور اوسکے نقص کو بھی بیان
کردین تو وہ رائے متین اور مذہب صحیح ہوگا کیونکہ قول
باطل سے اعراض کرنا زیادہ لائق ہو اوسکے نیست
کرنے اور اوسکے قائل کے چھوڑنے سے اور زیادہ
مناسب ہے کہ اوسکے قول جہال پر تنبیہ نہ ہو چونکہ ہم انجام
سے ڈرتے ہین کہ جاہلون کے لئے بدعات کے کامون
مین غرہ ہوگا اور خاطی کی غلط اعتقاد کے لئے جلد
ذہن نشین ہونیوالا ہے لہذا ہمنے اس قول کے بعض
اظہار کو اور اون اقوال کے لئے جو علماء کے نزدیک
ساقط ہین اور اس کلام کے رد کو بقدر طاقت زیادہ
لائق ونسب سمجھا ہم مخلوق کا اس مین فائدہ ہے اور انجام
مین خدا ان شاء اللہ ہمین دیکھتے ہین اور اوس قائل نے
جسکے کلام کو ہمنے بعد حکایت اوسکے قول کے اور اوسکی بری دیہ کی خبر دینا
اوسنے گمان کیا ہے کہ جس حدیث کی اسناد مین فلان عن فلان ہو اور اس
بات کا علم ہو کہ یہ دونون ایک زمانہ مین تھے تو جائز ہو کہ اوس
حدیث کو راوی نے اوسکو دیکھا ہو اور روایت کی ہو جسکے
سماع کا ہمکو علم نہین ہے اور نہ کسی روایت مین ہمکو

غیر انه لا نعلم له منه سماعا ولم نجد فی
شیء من الروایات انهما التقیا قط او تشافها
بحدیث ان الحجة لا تقوم عنده بکل خبر جاء
هذا المجیء حتی یکون عنده العلم بانهما
قد اجتمعا من دهرهما مرة فصاعدا او تشافها
بالحدیث بینهما او یرد خبر فیه بیان اجتماعهما
وتلاقیهما مرة من دهرهما فما فوقها فان لم یکن
عنده علم ذلك ولم تأت روایة صحیحة
تخبر ان هذا الراوی عن صاحبه قد لقیه مرة
وسمع منه شیئا لم یکن فی نقله الخبر
عمن روی عنه علم ذلك والامر کما
وصفنا حجة وکان الخبر عنده موقوفا
حتی یرد علیه سماعه منه لشیء من
الحدیث قل او کثر فی روایة مثل ما ورد
وهذا القول یرحمك الله فی الطعن فی
الاسانید قول مخترع مستحدث
غیر مسبوق صاحبه الیه ولا مساعد له
من اهل العلم علیه وذلك ان القول
الشائع المتفق علیه بین اهل العلم
بالاخبار والروایات قدیما وحدیثا ان کل
رجل ثقة روی عن مثله حدیثا

پاتے ہین کہ دونون کبھی ملے اور روایت کی
بات یہ ہو کہ اس قائل کے نزدیک ایسی روایتون سے
حجت نہ قائم ہوگی جب تک کہ اس بات کا علم
اوسکو نہ ہو کہ مدت تک ایکبار یا چند بار ایک جگہ رہے ہین
یا باخود ہا ہین حدیث کی روایت کی یا کوئی خبر اونکے جمع ہونے
اور ملاقات کرنے کی زمانہ تک ایک مرتبہ یا چند مرتبہ
مروی ہو۔ پس اگر اوسکے پاس اسکا علم نہ ہو اور
نہ کوئی حدیث صحیح ہو مشعر ان دونون کے ایک مرتبہ
کی بھی ملاقات وسماع کا مروی ہو تو ایسی
خبر کی نقل مین جس سے وہ راوی روایت کرتا ہے
اوسکا علم نہ ہوگا اور حکم اوسکا حسب میرے
بیان کیے ہوئے نہ حجت ہو اور وہ خبر حدیث اونکے
نزدیک موقوف ہوگا یہانتک کہ اوسکا سماع
حدیث کی روایت مین خواہ وہ تھوڑا ہو
یا بہت جیسا کہ وارد ہوا رد کیا جاویگا یہ نیا قول تو
اللہ اوسپر رحم کرے اسانید کے طعن مین قول
مخترع و نیا ہے جسکے طرف کوئی اہل علم انکی پیشتر
نہین گئے اور نہ کسی نے اسکی موافقت کی اور
اسبابہ یہ ہین قول شائع و متفق علیہ قدیما و حدیثا
اخبار و روایات مین اہل علم کا یہ ہو کہ جو راوی
کہ ثقہ ہو اور جائز و ممکن ہو اون دونون کی ملاقات

وجائز ممکن له لقاءه والسماع منه
لکونهما جمیعا کان فی عصر واحد
وان لم یأت فی خبر قط انهما اجتمعا
ولا تشافها بکلام فالروایة ثابتة
والحجة بها لازمة الا ان یکون هناک
دلالة بینة ان هذا الراوی لم یلق
من روی عنه او لم یسمع منه شیئا
فاما والامر مبهم علی الامکان الذی
فسرنا فالروایة علی السماع ابدا حتی
تقوم الدلالة التی بینا فیقال لمخترع
هذا القول الذی وصفنا مقالته
او للذاب عنه قد اعطیت فی جملة
قولک ان خبر الواحد الثقة عن الواحد
الثقة حجة یلزم به العمل ثم ادخلت
فیه الشرط بعد فقلت حتی یعلم
انهما قد کانا التقیا مرة فصاعدا
او سمع منه شیئا فهل تجد هذا
الشرط الذی اشترطته عن احد یلزم
قوله والا فهلم دلیلا علی ما زعمت فان
ادعی قول احد من علماء السلف بما زعم
من ادخال الشریطة فی تثبیت الخبر

اور آپس مین سماع حدیث کرنا اسوجہ سے
کہ دونون ایک زمانہ مین ہین گو بالتصریح کسی خبر
سے اونکا جمع ہونا اور روایت کرنا مروی نہ ہو اور
وہ اپنے مثل سے عن کے ساتھ حدیث کو روایت
کرے تو وہ روایت ثابت ہوا اور اوسکے ساتھ حجت
لازم ہے مگر ہان اوس جگہ اگر دلالت صریح ہو کہ یہ
راوی جس سے روایت کرتا ہی اوس سے ملاقات
نہ ہوئی ہے اور اوس سے کچھ بھی نہین سنا ہی تو یہ
امر مبہم ہی اور ممکن ہی جیسا کہ ہمنے تفسیر کی پس ایسی
روایت ہمیشہ سماع پر محمول ہوگی یہانتک کہ کوئی
دلالت صریح اسکے خلاف ثابت ہو جسکو ہمنے بیان کیا پس
اس قول کے مخترع کو کہا جاویگا اور کو کیلئے جسکے کلام کو ہمنے
بیان کیا کہ تو نے منجملہ اپنے قول کے یہ کہا کہ خبر واحد ثقہ سے عن
کے ساتھ حجت ہی اوس پر عمل واجب ہی پھر تو نے اس مین
ایک شرط کو اور بڑھایا اور کہا کہ جب وہ دونون کی مدت یکبار
یا اس سے زائد کی ملاقات یا سماع معلوم ہو پس کیا تو ثبوت
دیسکتا ہی یا نہین تو کوئی دلیل اس گمان پر لا پس اگر وہ دعوے
کرے کسی علماء سلف کے قول کا اس شرط کے بڑھانے پر
اور اس خبر کے ثابت کرنے پر تو طلب کیا جاویگا اوس سے
اور بات یہ ہی کہ وہ اور نہ اونکے غیر اس ایجاد پر کوئی دلیل
لا سکتے ہین اور اگر وہ اپنے گمان کے موافق دلیل کا دعوے کرے

طولبه ولن یجد هو ولا غیره الی الجاد
سبیلا وان هو ادعی فیما زعم دلیلا
یحتج به قیل فما ذاک الدلیل فان قال
قلته لانی وجدت رواة الاخبار قدیما
وحدیثا یروی احدهم عن الاخر الحدیث
ولما یعاینه ولا سمع منه شیئا قط فلما
رایتهم استجازوا روایة الحدیث فیما
بینهم هکذا علی الارسال من غیر سماع
والمرسل من الروایات فی اصل قولنا و
قول اهل العلم بالاخبار لیس بحجة
احتجت لما وصفنا من العلة الی البحث
عن سماع الراوی کل خبر عن راویه فاذا
انا هجمت علی سماعه منه لادنی شئ
ثبت عندی بذلک جمیع ما یروی عنه بعد
فان عزب عنی معرفة ذلک اوقفت الخبر
ولم یکن عندی موضع حجة لامکان الارسال
فیه فیقال له فان کانت العلة فی تضعیفک
الخبر وترکک الاحتجاج به لامکان
الارسال فیه لزمک ان لا تثبت اسنادا
معنعنا حتی تری فیه السماع من اوله
الی اخره وذلک ان الحدیث الوارد

تو اوس پر حجت کیجاویگی اور کہا جاویگا کہ وہ کون دلیل ہے اور اگر
وہ کہے کہ مین نے اسکو اسوجہ سے بڑھایا ہے کہ اخبار کو راویونکو
قدیماً وحدیثاً مین نے پایا کہ حدیث کی روایت کرتے ہین باوجودیکہ اوسکو
نہ دیکھا ہے نہ اوس سے کبھی سنا ہے تو جب مین نے اونکو دیکھا کہ
اونکی روایتیں ونکو ایک دوسرے سے بیان کرتے ہین پس یہ
یہی طور ہے ارسال پر بغیر سماع کے اور روایات مرسل
میرے اور اہل علم کے اصل قول مین حجت نہین ہے تو مین نے
حجت پکڑی بوجہ اوس علت کی بیان کے جسکو ہم نے
بیان کی بحث سماع راوی مین کل روایت کو اوسکے
عن کے ساتھ پس جب ہم واقف ہوگئے اوسکے سماع سے
اونے سنا سند کے ساتھ تو میرے نزدیک وہ کل روایتین
جنکو وہ بعد مین روایت کرتا ہے ثابت ہین پس
اگر اوسکی واقفیت نامعلوم ہو تو ہم توقف
کرتے ہین اور وہ میرے نزدیک حجت نہین ہے
بوجہ اوس کے امکان ارسال کے پس انکو
کہا جاویگا کہ اگر انکی تضعیف خبر و اوس سے
حجت نہ پکڑنا بوجہ امکان ارسال کے ہے تو لازم
آئیگا اس سے کہ اسناد معنعن بھی نہ ثابت ہو
جب تک تو اول سے آخر تک سماع کو نہ دیکھ لے
اور یہ اسواسطے ہے کہ ہلوگونکو حدیث ملی ہے ہشام
بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

علمنا باسناد هشام بن عروة عن ابيه
عن عائشة رضي الله تعالى عنها قد تيقنّا
علمنا ان هشاما قد سمع من ابيه وان
اباه قد سمع من عائشة كما نعلم ان عائشة
قد سمعت من النبي صلى الله عليه وآله وسلم
وقد يجوز اذا لم يقل هشام في رواية يرويها
عن ابيه سمعت او اخبرني ان يكون بينه
وبين ابيه في تلك الرواية انسان آخر
اخبره بها عن ابيه ولم يسمعها هو من ابيه
لما احب ان يرويها مرسلا ولا يسندها
الى من سمعها منه فكما يمكن ذلك
في هشام عن ابيه فهو ايضا ممكن في
ابيه عن عائشة وكذلك كل اسناد
لحديث ليس فيه ذكر سماع بعضهم
من بعض وان كان قد عرف في الجملة
ان كل واحد منهم قد سمع من صاحبه
سماعا كثيرا فجائز لكل واحد
ان ينزل في بعض الرواية فيسمع من
غيره منه بعض احاديثه ثم يرسله منه
احيانا ولا يسمي من سمع منه وينشط
احيانا فيسمي الذي حمل عنه الحديث

کے اسناد سے اور یقیناً ہمکو معلوم ہے کہ ہشام
نے اپنے باپ سے سنا اور اونکے باپ نے بی بی عائشہ رض
سے جیسا کہ ہمکو معلوم ہے کہ حضرت عائشہ رض نے
نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے
جائز ہے کہ جب ہشام نے اپنے باپ کی
روایت میں سمعت او اخبرنی ابی نہیں
کہا تو اونکے اور اونکے باپ کے درمیان میں
کوئی دوسرا آدمی ہو جنے اونکو خبر دیا اونکے
باپ سے اور ہشام نے اپنے باپ سے نہ سنا
ہو اور اونکو محبوب معلوم ہوا کہ اسناد نہ بیان کرے
اور مرسل روایت کرے ایسا ہی اونکے
باپ اور بی بی عائشہ رض میں ممکن ہے اور ایسا ہی
ہر اسناد حدیث میں جسمیں سماع کا ذکر
اونکے شاگرد کا نہیں ہے اگرچہ فی الجملہ
معلوم ہے کہ انہیں سے ہر ایک کو اپنے
صاحب سے سماع کثیر حاصل ہے پس ہر ایک سے
جائز ہے کہ بعض روایت میں نیچے اوترے
پھر سنے اونکے غیر سے بعض احادیث کو
پھر کبھی اوسکو چھوڑ دے اور ارسال کرے
اور جس سے سنا ہے اوسکا نام نہ لے اور کبھی
ہلکا کر دے اور جس سے حدیث سنا ہو اوسکا

وميزت كالارسال وما قلنا من هذا
موجود في الحديث مستفيض من
فعل ثقات المحدثين وائمة اهل العلم
وسنذكر من رواياتهم على الجهة
التي ذكرنا عدد ايستدل بها على
اكثرها ان شاء الله تعالى
فمن ذلك ان ايوب السختياني
وابن المبارك ووكيعا وابن نمير وجماعة
غيرهم رووا عن هشام بن عروة
عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها
اطيب رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم لحله ولحرمه باطيب ما اجد
فروى هذه الرواية بعينها الليث
بن سعد وداؤد العطار وحميد بن
الاسود ووهيب بن خالد وابو اسامة
عن هشام اخبرني عثمان بن عروة
عن عروة عن عائشة عن النبي صلى الله
عليه وآله وسلم وروى هشام عن
ابيه عن عائشة قالت كان النبي
صلى الله عليه وآله وسلم اذا اعتكف
يدني الي راسه فارجله وانا حائض

نام لے اور ارسال نہ کرے اور یہ جو ہم کہا ہے
حدیث میں موجود ہے اور ثقات محدثین اور
اہل علم کے فعل سے مستفیض ہے اور انشاء اللہ
ہم اون روایات کو جس جہت سے کہ ہم نے
ذکر کیا ہے بطور استدلال کے ان مسائل پر
بل اونکے اکثر مسائل پر ذکر کرتے ہیں -
اون میں سے ایک یہ ہے کہ ایوب سختیانی و
ابن مبارک و وکیع و ابن نمیر اور انکے سوا
ایک جماعت نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احرام و غیر احرام میں
خوشبو لگایا کرتی تھی جو خوشبو کہ میں پاتی پس
اس روایت کو بعینہ لیث بن سعد و داؤد عطار
و حمید بن اسود و وہیب بن خالد و ابو اسامہ
نے ہشام سے روایت کی ہے ہشام نے کہا کہ ہمکو
عثمان بن عروہ نے خبر دی اونھوں نے عروہ سے
اونھوں نے بی بی عائشہ سے اونھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے روایت کی اور ہشام نے اپنے باپ سے روایت کیا
اونھوں نے بی بی عائشہ سے بولیں عائشہ کہ نبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب اعتکاف کرتے تھے تو میری طرف

فرواها عينا مالك بن انس عن
الزهري عن عروة عن عمرة عن عائشة
عن النبي صلى الله عليه وسلم وروى الزهري
وصالح بن ابي حسان عن ابي سلمة
عن عائشة كان النبي صلى الله عليه واله
وسلم يقبل وهو صائم وقال يحيى
بن ابي كثير في هذا الخبر في القبلة
اخبرني ابوسلمة ان عمر بن عبد العزيز
اخبره ان عروة اخبره ان عائشة
اخبرته ان النبي صلى الله عليه واله
وسلم كان يقبلها وهو صائم و
روى ابن عيينة وغيره عن عمرو
بن دينار عن جابر قال اطعمنا رسول الله
صلى الله عليه واله وسلم لحوم الخيل و
نهانا عن لحوم الحمر الاهلية و
رواه حماد بن زيد عن عمرو عن
محمد بن علي عن جابر عن النبي صلى
الله عليه واله وسلم وهذا النحو
في الروايات كثير يكثر تعداده وفيما
ذكرنا كفاية لذوي الفهم فاذا
كانت العلة عند من وصفنا قوله

جھکا دیتے بس مین کنگھی کر دیتی اوس حال مین کہ حیض
سے ہوتی - پس اسی روایت کو بعینہا مالک بن انس نے
زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے عمرہ سے انھون
نے بی بی عائشہ سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
سے روایت کی ہے اور زہری اور صالح بن ابی حسان نے
ابوسلمہ سے اونھون نے عائشہ سے روایت کی ہو کہ نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ کی حالت مین بوسہ لیتے تھے
پھر یحیی بن ابی کثیر نے اس حدیث مین بوسہ کے یون کہا کہ
ہمکو ابوسلمہ نے خبر دی کہ عمر بن عبد العزیز نے اونکو خبر دی و انکو
عروہ نے خبر دی اونکو بی بی عائشہ نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم روزہ کی حالت مین اونکا بوسہ لیتے تھے
اور ابن عیینہ وغیرہ نے عمرو بن دینار سے اونھون
نے جابر سے روایت کی ہے کہ ہملوگون کو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھلایا
اور پالو گھر کے گدہے کے گوشت سے منع فرمایا اور اسکو
حماد بن زید نے عمرو سے اونھون نے محمد بن علی
سے اونھون نے جابر سے روایت کی ہو اور اس
قسم کے اختلاف بکثرت تعداد سے مروی
ہین مگر جسقدر ہم نے ذکر کیا سمجھدار کے لئے
کافی ہے پس اگر اوس شخص کے نزدیک
جسکو کہ ہمنے پیشتر بیان کیا ہے حدیث کے

قيل في فساد الحديث وتوهينه اذا لم يعلم
ان الراوي قد سمع ممن روى عنه شيئا لمكان
الارسال فيه لزمه ترك الاحتجاج في قياد
قوله برواية من يعلم انه قد سمع ممن روى
عنه الا في نفس الخبر الذي فيه ذكر السماع
لما بينا من قبل عن الائمة الذين نقلوا
الاخبار انه كانت لهم تارات يرسلون فيها
الحديث ارسالا ولا يذكرون من سمعوا
منه وتارات ينشطون فيها فيسندون الخبر
على هيئة ما سمعوا فيخبرون بالنزول وبكثرة
الوسائط فيه ان نزلوا وبالصعود بقلة
الوسائط ان صعدوا كما شرحنا ذلك عنهم
وما علمنا احدا من ائمة السلف ممن
يستعمل الاخبار ويتفقد صحة الاسانيد
وسقمها مثل ايوب السختياني وابن عون
ومالك بن انس وشعبة بن الحجاج و
يحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن
بن مهدي ومن بعدهم من اهل الحديث
فتشوا من موضع السماع في الاسانيد
كما ادعاه الذي وصفنا قوله من قبل
وانما كان تفقد من تفقد منهم بسماع

فساد داوسکے توہین مین یہی علت ہو کہ جب یہ راوی
کی جس سے روایت کرتا ہو سننا معلوم نہین ہے اور اس
ارسال کی وجہہ سے تو لازم آویگا اوسکے اس قول کے قید کی
وجہہ سے اوس روایت کا بھی ترک احتجاج جسکا سماع
معلوم ہے مگر نفس الامر مین کبھی تو ذکر سماع کا ہے
جیسا کہ ہمنے بیشتر اون ائمہ سے جو احادیث کو ناقل
ہین بیان کیا ہے کہ وہ کبھی تو حدیث مین ارسال کرتے
ہین اور جس سے سنا ہے سند بیان کرتے ہین اور
کبھی اوسکو ہلکا کرتے ہین اور اوس حدیث کی جسطور
سے سنا ہے سند بیان کرتے ہین اور اوس مین
نزول کو کثرت وسائط سے بتلاتے ہین اگر اوس
مین اوتار و نزول ہے اور اگر اوس مین چڑھاو و صعود
ہے واسطونکی کمی کی وجہہ سے تو چڑھتے ہین جیسا کہ
ہمنے اون لوگون سے اسکی تفصیل بیان کردی ہے اور ہم
کسی ائمہ سلف سے جنکو احادیث سے توغل ہے اور اسناد
کی صحت و ضعف کا علم ہے مثل ایوب سختیانی و ابن عون
و مالک بن انس و شعبہ بن حجاج و یحیی بن سعید القطان
و عبد الرحمن بن مہدی اور جو انکے بعد اہل حدیث
ہین نہین جانتے ہین کہ انھون نے تفحص پکڑا ہو اسانید کے
ایسے سماع سے جسکا اوس شخص نے دعوی کیا ہے جسکے
قول کو ہمنے بیشتر بیان کیا ہے اور رواۃ احادیث جنسے

رواة الحديث ممن روی عنهم اذا کان
الراوی ممن عرف بالتدليس فی الحديث
وشهر به فحينئذ يبحثون عن سماعه فی روايته
ويتفقدون ذلك منه کی تنزاح عنهم
علة التدليس فمن ابتغی ذلك من غير
مدلس علی الوجه الذی زعم من حكينا
قوله فما سمعنا ذلك عن احد ممن
سمينا ولم نسم من الائمة فمن ذلك
ان عبد الله بن يزيد الانصاری وقد
رای النبی صلی الله عليه وسلم وقد روی عن
حذيفة وعن ابی مسعود الانصاری
وعن كل واحد منهما حديثا يسنده الی
النبی صلی الله عليه وسلم وليس فی روايته
عنهما ذكر السماع منهما ولا حفظنا
فی شیء من الروايات ان عبد الله بن يزيد
شافه حذيفة وابا مسعود بحديث قط
ولا وجدنا ذكر رؤيته اياهما فی رواية
بعينها ولم نسمع احدا من اهل العلم
ممن مضی ولا ممن ادركنا انه طعن فی
هذين الخبرين اللذين رواهما عبد الله
بن يزيد عن حذيفة وابی مسعود

روایت کی ہین اونکے سماع کا تفقد و تلاش اوسوقت
البتہ محدثین نے کیا ہو جبکہ راوی تدلیس کے ساتھ حدیث مین
مشہور و معروف ہوا ہو تو اوسکی روایت کی سماع سے بحث کرتے
ہین اور اوسکی جستجو کرتے ہین تاکہ تدلیس کی علت اوس سے
دور ہو جاوے پس جو شخص بغیر تدلیس کے اس بحث کو چاہے
موافق اوس شخص کے گمان کے جسکا ہمنے ذکر کیا تو اس بات کو
ہمنے اون ائمہ مذکورین سے نہین سنا اور نہ کسی ائمہ سے ایسی
بات ہم جانتے ہین پس اون مدلسین مین عبد اللہ بن
یزید الانصاری ہین اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دیکھا ہے اور حذیفہ اور ابی مسعود سے حدیث کو
روایت کیا ہو اسطور سے کہ اوسکی سند رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تک پہونچاتے ہین مگر کسی روایت مین ان
دونون سے سماع کا ذکر نہین ہوا اور نہ ہمکو یہ معلوم ہے
کہ عبد اللہ بن یزید نے بالمشافہ حذیفہ و ابو مسعود سے کبھی
کوئی حدیث سنی ہو اور نہ ہمنے ہمکو کہین پایا کہ اونھون نے
اپنی آنکھون سے اون دونون کو دیکھا ہو اور نہ ہمنے کسی اہل علم
سے ان باتونکو سنا اور نہ ممکن ہوا اور ہمکو یہ بات معلوم
ہوئی ہو کہ اوسنے ان دونون روایتون کو جنکو عبد اللہ
بن یزید نے حذیفہ و ابو مسعود سے روایت کیا ہو ضعف
کے ساتھ ان مین طعن کیا ہو مگر ہمنے انکی نسبت اور جو
انکے مشابہ ہین اون اہل علم سے مگر جنکو صحت و قضیہ

بضعف فیهما بل هما وما اشبهها عند من
لاقینا من اهل العلم بالحدیث من صحاح
الاسانید وقویها یرون استعمال ما نقل
بها والاحتجاج بما اتت من سنن وآثار وهی
فی زعم من حکینا قوله من قبل واهیة مهملة
حتی یصیب سماع الراوی عمن روی
ولو ذهبنا بعدد الاخبار الصحاح عند اهل
العلم ممایهن بزعم هذا القائل ونحصیها
لعجزنا عن تقصی ذکرها واحصاها کلها
ولکنا احببنا ان ننصب منها عددا یکون
سمة لما سکتنا عنه منها وهذا ابو عثمان
النهدی وابو رافع الصائغ وهما من ادرک
الجاهلیة وصحبا اصحاب رسول الله صلی الله
علیه وسلم من البدریین هلم جرا ونقلا
عنهم الاخبار حتی نزلا الی مثل ابی هریرة
وابن عمر وذویهما قد اسند کل واحد منهما
عن ابی بن کعب عن النبی صلی الله علیه وآله
وسلم حدیثا ولم نسمع فی روایة
بعینها انهما رایا ابیا او سمعا منه شیئا
واسند ابو عمرو الشیبانی وهو ممن ادرک
الجاهلیة وکان فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم

اسناد کا علم ہے اور وہ اہل علم سے ہیں معلوم کیا ہی
کہ وہ انکا استعمال اور جو آثار واحادیث انسے مروی
ہیں اونسے حجت لانا جائز سمجھتے ہیں اور اوس شخص کے
گمان میں جسکا ہمنے ذکر کیا وہ روایتیں واہی اور مہمل
ہیں جب تک سماع کی تحقیق نہ ہو اور اگر شمار کیطرف
ہم چلیں اور انکو شمار کریں جو ایسی احادیث اہل علم کے
نزدیک صحیح ہیں اور یہ قائل اونکو توہین کرتا ہے تو ان
سب کا شمار واحاطہ ہمسے نہ ہوسکے وہ اس کثرت
سے ہیں لیکن چند عدد کو ہم ذکر کردینا محبوب سمجھتے
ہیں تاکہ علامت ہو ہمارے سکوت عنہ سے اور وہ
ابو عثمان نہدی اور ابو رافع صائغ ہیں ان دونوں
نے جاہلیت کے زمانہ کو پایا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مثل بدری وغیرہم کے صحبت پائی
اور اونسے روایتیں نقل کرتے ہیں یہانتک کہ یہ
دونوں نیچے آئے اور ابوہریرہ وابن عمر اور انکے
مانند نیچے کے طبقات صحابہ سے روایت کی اور ان میں سے
ہر ایک نے ابی بن کعب سے اونھوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے مگر ہمنے بعینہ
کسی روایت میں نہیں سنا کہ ان دونوں نے ابی کو
دیکھا ہو یا اونسے کچھ سنا ہو اور عمرو شیبانی نے بھی
زمانہ جاہلیت کو پایا اور وہ ایک شخص تھے نبی صلعم کے زمانہ میں

رجلا وابو معمر عبد الله بن سخبرة كل واحد
منهما عن ابي مسعود الانصاري عن النبي صلى الله
عليه وسلم خبرين واسند عبيد بن عمير عن ام سلمة
زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم حديثا وعبيد
ولد في زمن النبي صلى الله عليه وسلم واسند
قيس بن ابي حازم وقد ادرك زمن النبي صلى الله
عليه وآله وسلم عن ابي مسعود الانصاري
عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثلثة اخبار
واسند عبد الرحمن بن ابي ليلى وقد حفظ
عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه عن انس
بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم حديثا واسند
ربعي بن حراش عن عمران بن حصين عن
النبي صلى الله عليه وآله وسلم حديثا وقد سمع
ربعي من علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه وروى
عنه واسند نافع بن جبير بن مطعم عن ابي شريح
الخزاعي عن النبي صلى الله عليه وسلم حديثا واسند
النعمان بن ابي عياش عن ابي سعيد الخدري
ثلثة احاديث عن النبي صلى الله عليه وسلم واسند
عطاء بن يزيد الليثي عن تميم الداري عن النبي
صلى الله عليه وآله وسلم حديثا واسند سليمان
بن يسار عن رافع بن خديج عن النبي صلى الله

اور ابو معمر عبد اللہ سخبری بھی ہین ان مین سے ہر ایک
نے ابو مسعود انصاری سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے دو حدیثین روایت کی ہین اور عبید بن عمیر نے
بی بی ام سلمہ امہات المومنین سے ایک حدیث روایت کی ہے اور عبید
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین پیدا ہوئے اور
قیس بن ابی حازم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
کو پایا اور اونھون نے ابو مسعود انصاری سے اونھون نے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین حدیثین روایت کین
اور عبد الرحمن بن ابی لیلے نے حفظ کیا عمر بن الخطاب
رضی اللہ تعالے عنہ سے اور اونھون نے انس بن مالک
سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث روایت
کی ہے اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سے اونھون نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث کو روایت کی اور
ربعی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ سے سنا ہے
اور اونسے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے
ابی شریح خزاعی سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ایک حدیث کو روایت کی ہے اور نعمان بن ابی عیاش نے
ابو سعید خدری سے اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین
حدیثین روایت کین اور عطا بن یزید اللیثی نے تمیم داری سے
اونھون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث روایت
کی ہے اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے اونھون نے

عليه وسلم حديثا واسند حميد بن عبد الرحمن
الحميري عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم
احاديث فكل هؤلاء التابعين الذين نصبنا
روايتهم عن الصحابة الذين سميناهم لم يحفظ
عنهم سماع علمناه منهم في رواية بعينها ولا
انهم لقوهم في نفس خبر بعينه وهي اسانيد
عند ذوي المعرفة بالاخبار والرواية من صحاح
الاسانيد لا نعلمهم وهنوا منها شيئا قط
ولا التمسوا فيها سماع بعضهم من بعض
اذ السماع لكل واحد منهم ممكن من صاحبه
غير مستنكر لكونهم جميعا كانوا في العصر
الذي اتفقوا فيه وكان هذا القول الذي
احدثه القائل الذي حكيناه في توهين
الحديث بالعلة التي وصف اقل من ان
يعرج عليه ويثار ذكره اذ كان قولا محدثا
وكلاما خلفا لم يقله احد من اهل
العلم سلف ويستنكره من بعدهم خلف
فلا حاجة بنا في رده باكثر مما شرحنا
اذ كان قدر المقالة وقائلها القدر الذي
وصفناه والله المستعان على دفع ما خالف
مذهب العلماء وعليه التكلان انتهى

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے اور
حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ابو ہریرہ سے اونھون نے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے حدیثونکو روایت کی ہے تیس یہ سب وہ تابعین ہین
جنکے نامونکو ہمنے ذکر کیا صحابون سے روایت کرتے ہین مگر
انکا سماع محفوظ نہین ہے اور نہ ہمکو بعینہ کسی روایت سے انکی
سماع کا علم ہوا اور نہ نفس الامر مین یہ سب اونسے ملے
مگر یہ سب روایتین جن لوگون کا وثوق و اعتبار و علم اخبار و
روایتون مین ہے اونکے نزدیک صحیح اسنادوسے ہین اور نہ
اون سے اس باب مین ہم کچھ سستی خیال کرتے ہین اور اون
لوگون نے انکی ایک دوسرے سے سماع کی تجسس کی کیونکہ
انمین سے ہر ایک کا اپنے صاحب سے غیر ناپسندیدہ سماع ممکن ہے
کیونکہ بالاتفاق یہہ سب ایک ہی زمانہ مین تھے جس مین انکا
اتفاق ہوا اور اس قائل کا قول جسکو ہمنے دربارہ توہین حدیث
اوس علت کیساتھ جو اوسنے بیان کیا ہے ذکر کر دیا ہے بہت ہی
کم چرچا ہی کو قابل ذکر کرنے کے لائق تھا کیونکہ یہ قول محدث
وایجاد بندہ ہے جسکو کسی اہل علم سلف نے نہین کہا اور پچھلون نے
خلف کے ساتھ ذکر کیا ہے تیس اب ہمکو اس سے زیادہ رد کرنے کی
حاجت نہین ہے کیونکہ اس کلام کی یہ قدر ہے جو ہمنے بیان کی ہے
ونیز اوس قائل کے کلام کی بھی قدر اونکے کلام سے معلوم ہو گی
جسکو ہمنے بیان کیا اور اللہ مدد کرنیوالا ہے اوس شخص کے
دفع پر جو علما کی مخالفت کرے اور اسی پر بھروسا ہے انتہی کلام مسلم

وكذا هو متصل على مذهب امير المؤمنين
في الحديث ابي عبد الله محمد بن اسمعيل
البخاري وسائر النقاد معه لثبوت اللقاء
عنده كغيره وهو الشرط في الاتصال عنده
وانما هو في جامعه لا في اصل الصحة قال
السيوطي رحمه الله في شرح التقريب ومنهم
من يشترط اللقاء وحده وهو قول البخاري
وابن المديني الا انه لا يشترط ذلك في اصل
الصحة بل التزمه في جامعه وابن المديني
يشترطه فيها انتهى فما قيل ان كل حديث
يرويه الحسن البصري عن علي رضي الله تعالى
عنه ليس بمتصل عند البخاري ومسلم والترمذي
وابي داود ونحوهم لكان الزاما يساعد الصحة
والرواية لكن في المطالب النقلية يعتبر
الوقوع لا الامكان وما يثبته جماعة من
الاتصال بالامكان لا يعتد به عند محققي
اهل هذا الشان وان الالتقاء بالمعاصرة
المحضة في الاتصال امر تاباه سلامة
الذهن فمبني على عدم اصابته ما عند البخاري
ومسلم والترمذي وابي داود والنسائي و
الامام احمد وابي نعيم والحاكم والضياء

اور ایسا ہی امام حسن بصری کی روایات حسب مذہب امیر المؤمنین
فی الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری اور تمام نقاد
حدیث کے متصل ہے اور جیسا کہ انکے غیر کے نزدیک انکی
ملاقات ثابت ہے اور یہی ملاقات انکے نزدیک صرف اتصال
میں شرط ہے اصل صحت میں نہیں ورنہ انکو جامع میں ہے
سیوطی نے شرح تقریب نووی میں لکھا ہے کہ بعضے محدثین
صرف لقا کو اتصال کے لئے مشروط کرتے ہیں اور یہ بخاری
اور ابن مدینی کا مسلک ہے اور بخاری اصل صحت میں
اسکو شرط نہیں کرتے بلکہ اسکا التزام اونھوں نے اپنی صحیح
میں کیا ہے اور ابن مدینی صحت میں بھی اسکو شرط کرتے ہیں
پس جو یہ کہا گیا ہے کہ حسن بصری کی ساری روایتیں حضرت
علی رضی اللہ تعالی عنہ سے بخاری و مسلم و ترمذی ابوداود وغیرہم
کے نزدیک متصل نہیں ہیں گو الزاما صحت اور روایت کی
کوشش کیجائے لیکن نقلی امور میں وقوع معتبر ہے امکان نہیں
اور ایک جماعت جو اسکو امکان کے ساتھ ثابت کرتی ہے وہ
اس فن کے محققین کے نزدیک معتبر نہیں اور درباره اتصال
کے اکتفا مجرد ہمزمانگی پر ایک ایسا امر ہے جسکو سلیم الذہن
انکار کرتا ہے پس میں کہتا ہوں کہ عدم ثبوت بخاری
مسلم ترمذی ابوداود نسائی امام احمد ابو نعیم
حاکم ضیا مقدسی ابن حجر سیوطی وغیرہم کے نزدیک
کہاں ہے جیسا کہ اس رسالہ میں گذرا اور اب

وابن حجر والسیوطی وغیرهم کما مضی فما سیأتی

فان قیل قال الامام مسلم فی مقدمة صحیحه
حدثنی حسن بن علی الحلوانی حدثنا یزید بن
هارون اخبرنا همام قال دخل ابو داؤد الاعمی
علی قتادة فلما قام قالوا ان هذا یزعم
انه لقی ثمانیة عشر بدریا فقال قتادة ان هذا
کان سائلا قبل الجارف لا یعرض بشیء من هذا
ولا تکلم فیه فوالله ما حدثنا الحسن عن بدری
مشافهة ولا حدثنا سعید بن المسیب عن
بدری مشافهة الا عن سعد بن مالک انتهی
ویعلم منه ان الحسن البصری رضی الله عنه
لم یسمع من علی بن ابی طالب البدری
کرم الله وجهه لان لقتادة معه صحبة و
ملازمة لا ریب فیها ولو کان له سماع من
بدری لحدثه به ویعلم من هذا انه لم یلق
علیا رضی الله عنه ایضا لانه لو کان لقیه
لربما سمع منه فالحدیث الذی رواه عنه
کرم الله وجهه او عن بدری آخر مرسل لا متصل
قلت لا یلزم من عدم تحدیث الحسن عن بدری
لقتادة عدم سماعه من بدری اصلا وان کان
فی کلام قتادة قریبا منه وانما یلزم لو قال
لقتادة روایة من البدری

تصریح آتا ہے پس اگر یہ کہا جاوے کہ امام مسلم نے
مقدمہ میں صحیح مسلم کے کہا ہے کہ مجھسے حسن بن حلوانی نے
حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ مجھسے یزید بن ہارون نے
بیان کی اوسنے کہا کہ ہمکو ہمام نے خبر دیا کہ ابو داؤد اعمی
قتادہ کے پاس آئے پس جب وہ کھڑے ہوے تو لوگون نے قتادہ
کہا کہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اٹھارہ بدری صحابی سے ملا ہے تو
قتادہ نے کہا کہ یہ شخص سائل (گدا) تھا قبل طاعون جارف کے
(جو ماہ شوال ۶۹ھ خلافت مین حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو
تین روز تک رہا ہر روز ستر ہزار آدمی مرتے تھے) اس سے کچھ تعرض
نہ کیا جاوے اور نہ اوس مین کچھ کلام کیا جاوے سو اللہ کی قسم
حسن نے بدریون سے مشافہ نہیں روایت کی اور نہ سعید بن مسیب نے
مگر ہان صرف ایک سعد بن مالک سے روایت کی ہوا انتہی
پس اس کلام سے ظاہر ہے کہ قتادہ کو باوجود یقینی صحبت و
ملازمت حسن کے حسن بصری کا علی بن ابیطالب کی سماع سے
انکار ہے اگر اوسکو بدری سے سماع ہوتی تو قتادہ اسکو بھی
روایت کرتے ونیز اس قول سے قتادہ کے معلوم ہوا کہ
حضرت علی سے ملاقات بھی نہیں ہوئی اگر ہوئی ہوتی تو
یہ اسکو بھی حسن سے روایت کرتے یا ذکر ہوتی پس جو ان
کی روایت کو اونسے نقل کرتے لہذا وہ روایات
حسن کی متصل نہیں ہین مرسل ہین ہم کہتے ہین کہ
حسن کا قتادہ سے بدریون کی روایات کچھ بیان کرنے سے

قال الحسن ما حدثنا بدری و نحو ذلک قال کل
ما سمعه الحسن من الصحابة فحدثنی به و
لیس فی شیء منه سماع من بدری و نحو ذلک
ولم یقله کله بل قال ما حدثنا الحسن
وهذا الذی ذکر بدیهی لا یحتاج الی نظر
وقد مضی ان یونس بن عبید وقد قال
فیه امام المعرفة ابو زرعة یونس بن عبید احب
الی فی الحسن من قتادة لان یونس من اصحاب
الحسن وقتادة لیس من اقران یونس روی
عن الحسن انه قال کل شیء سمعتنی
اقول قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم
فهو عن علی بن ابیطالب رضی الله تعالی عنه
غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا
وفیه دلالة ظاهرة علی سماعه عنه و اکثاره
عنه وسیاتی ما فیه السماع الصریح من صحیح
الصحیح عن عقبة الباهلی (قال سمعت
الحسن یقول سمعت علیا یقول الحدیث)
وقد روی الحسن عن الزبیر بن العوام
ابن عمة النبی صلی الله علیه و آله وسلم و
لا خلاف انه بدری قال الحافظ جمال الدین
المزی فی تهذیب الکمال الزبیر بن العوام الی

اونکا سر لیسے نہ سننا بدریون سے نہیں ثابت ہوتا ہے۔
(کیا ایک شخص سے دنیا بھر کی بات کو اسناد کہہ دیا ہے گو قتادہ
کے مفہوم کلام سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے (یہ اونکی اور جو
اونکو کلام سے ایسا سمجھیں خوش فہمی ہے) ہان اگر قتادہ
یون کہتے کہ حسن نے بدریون سے روایت نہیں کی یا قبیل اسکے
اور کچھ کہتے یا قتادہ یہ کہتے کہ حسن نے جو کل صحابہ سے روایت کی
تمام اوس میں اونسے بدریون کا سماع نہیں ہے یا اسکے مانند
کوئی اور الفاظ کہتے تو صحیح ہوتا قتادہ نے تو کل کا لفظ کہا ہی
نہیں بلکہ یہ کہا کہ ہم سے حسن نے بدریون سے مشافہۃ
نہیں روایت کی اور یہ ایک صاف امر ہے جس میں غور و فکر کو
دخل نہیں ہے اور یہ بات گذر چکی ہے کہ یونس بن عبید نے
جنکے حق میں امام المعرفة ابو زرعہ نے یون کہا ہے کہ حسن کے
شاگردون میں ابر قتادہ سے یونس مرے نزدیک زیادہ
محبوب ہے کیونکہ یونس اصحاب حسن سے ہے اور قتادہ یونس کے
اقران سے نہیں ہے انھون نے حسن سے روایت کی ہے کہ اونھون
نے کہا کہ جس چیز میں مجھ سے تو یون سنے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا وہ روایت علی بن ابیطالب رضی
اللہ تعالی عنہ سے ہے مگر چونکہ ہم ایسے زمانہ میں ہیں کہ علی کا نام
لے نہیں سکتے اسوجہ سے اونکو ترک کر کے ایسا کہتے ہیں۔
اسمیں صاف طور سے دلیل ہے اونکے سماع کی اور اون سے
زیادہ روایت کرنے کی اور اس سے زیادہ مصرح صحیح طور سے

قوله شهد بدرًا والمشاهد كلها
مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
وروى عنه الاحنف بن قيس والحسن
البصري انتهى ومما يقطع به في هذا صحة
رواية سعيد عن البدريين غير سعد
مشافهة قال امام المحدثين شيخ مسلم
محمد بن اسمعيل البخاري في تاريخه الصغير
حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا
حماد عن غيلان بن جرير عن ابن المسيب
قال انا اصلحت بين علي وعثمان وقال
الحافظ المزي في التهذيب في ترجمة سعيد بن
المسيب قال البخاري قال لنا سليمان بن
حرب حدثنا سلام بن المسكين عن عمران
بن عبد الله الخزاعي عن ابن المسيب قال
انا اصلحت بين علي وعثمان قلت لعلي
وفي التهذيب بين عثمان وعلي ۱۲ مظ
انه امير المؤمنين وقلت لعثمان انه
علي لو شئت ان اقول قولاً لفعلت وقال
البخاري في صحيحه الذي هو اصح الكتب
بعد كتاب الله حدثنا قتيبة بن سعيد واحمد
حجاج بن محمد الاعور عن شعبة عن عمرو
بن مرة عن سعيد بن المسيب قال خلف

عقبہ باہلی سے سماع حسن کا علی سے عنقریب آتا ہی
عقبہ نے کہا کہ مین نے حسن سے سنا کہتے تھے کہ سنا
مین نے علی سے آخر حدیث تک اور انکے علاوہ
بیشک حسن نے زبیر بن العوام پھوپھی زاد بھائی نبی صلعم
سے بھی روایت کیا ہی اور اسمین خلاف ہی نہین کہ وہ
بدری ہین حافظ جمال الدین مزی تہذیب الکمال مین لکھتے
ہین زبیر ابن العوام . . . . یہ جنگ بدر مین حاضر ہوئے اور کل
تحت ترجمہ زبیر کے ۱۲ عفت
جنگون مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے
اونسے احنف بن قیس اور حسن بصری نے روایت کیا ہی انتہی
اور قطعی ثبوت اسباب مین سعید بن مسیب کی روایت کی
صحت ہی سعد کی مشافہۃ کہا امام المحدثین مسلم کے استاد
محمد بن اسمعیل بخاری نے تاریخ صغیر مین ہمسے بیان کی
حماد نے اونھون نے غیلان بن جریر سے اونھون نے ابن مسیب سے
کہا مین نے علی وعثمان کے درمیان صلح کرادی اور حافظ
مزی نے سعید بن مسیب کے حال مین تہذیب الکمال مین
لکھا ہی کہ بخاری نے کہا ہمکو سلیمان بن حرب نے کہا اونسے
سلام بن مسکین نے بیان کی اونھون نے عمران بن عبد اللہ
خزاعی سے اونھون نے ابن مسیب سے کہا مین نے علی وعثمان
کے درمیان صلح کرادی مین نے علی کو کہا کہ وہ امیر المومنین
ہین اور عثمان کو کہا کہ وہ علی ہین اور اگر آپ کوئی بات
کہنا چاہین تو مین اوسکے کرنے کو تیار ہون ــ اور

تہذیب الکمال مزی
تاریخ صغیر بخاری
تہذیب الکمال

صحیح بخاری

علی وعثمان بعسفان فی المتعة فقال علی
ما ترید ان تنهی عن امر فعله رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم قال فلما رای
ذلک علی اهل بهما جمیعا ورواه مسلم فی
الصحیح قال حدثنا محمد بن المثنی ومحمد بن
بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا
شعبة عن عمرو بن مرة عن سعید بن
المسیب قال اجتمع علی وعثمان بعسفان
وکان عثمان ینهی عن المتعة والعمرة فقال
علی ما ترید الی امر فعله رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم تنهی عنه فقال عثمان دعنا منک
فقال انی لا استطیع ان ادعک فلما ان
رأی علی ذلک اهل بهما جمیعا وقد ذکر الامام
الحافظ ابو بکر الحازمی فی شروط الائمة
ما حاصله ان شرط البخاری ان یخرج ما
اتصل اسناده مع کون رواته ثقات
متقنین ملازمین لمن اخذوا عنه ملازمة
طویلة فی السفر والحضر وانه قد یخرج احیانا
عن اعیان الطبقة التی تلی هذه فی الاتقان
والملازمة لمن رووا عنه فلم یلزموه الا ملازمة
یسیرة وان شرط مسلم ان یخرج حدیث

صحیح مسلم

شروط الائمہ حازمی

بخاری نے اپنی صحیح میں جو قرآن مجید کے بعد اصح کتب ہے
کہا ہے کہ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کی اونھون نے کہا کہ
مجھ سے حجاج بن محمد اعور نے اونھون نے شعبہ سے اونھون نے
عمرو بن مرہ سے اونھون نے سعید بن مسیب سے بیان کی کہا
سعید نے کہ دربارہ متعہ فی الحج کے عسفان مین علی وعثمان مین
سے اختلاف ہوا علی نے کہا کہ کیون مجھے آپ باز رکھنا چاہتے ہین
اوس فعل سے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے
سعید نے کہا کہ چونکہ علی اسکو جائز سمجھتے تھے اسوجہ سے دونو نکا
احرام ساتھ ہی باندھا اور اسکو مسلم نے بھی صحیح مین روایت
کی ہے کہا کہ ہمسے محمد بن مثنی اور محمد بن بشار نے بیان کی دونون
نے کہا کہ ہمسے محمد بن جعفر نے بیان کی اونھون نے شعبہ سے
بیان کی اونھون نے عمرو بن مرہ سے اونھون نے سعید بن مسیب سے
کہا کہ علی وعثمان عسفان مین جمع ہوئے اور عثمان متعہ اور عمرہ
کی نیت ایک ساتھ کرنے سے منع کرتے تھے سو عثمان کو علی نے کہا
کہ کیا آپ ایسے فعل کا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیا کرتے تھے باز رکھتے ہین عثمان نے کہا کہ ہمکو آپ چھوڑ دیجیے
علی نے کہا کہ ہم آپ کو چھوڑنا نہین چاہتے بس چونکہ علی اسکو
جائز سمجھتے تھے اسلئے دونون کے ساتھ احرام باندھا اور
امام الحفاظ ابو بکر حازمی نے شروط الائمہ مین کہا ہے جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ بخاری کی شرط یہ ہے کہ اسناد متصل ہو اور اوسکے روات
ایسے ثقہ متقنین ہون کہ حدیث کی تعلیم مین ملازمت طویل ہو

هذه الطبقة الثانية وقال الترمذي حدثنا الحسن بن الصباح البزار ثنا سفيان بن عيينة عن علي بن زيد بن جدعان ويحيى بن سعيد سمعا سعيد بن المسيب يقول قال علي ما جمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابلاه وامه لاحد الا لسعد بن ابي وقاص الحديث قال هذا حديث حسن صحيح وقال البخاري في تاريخه الصغير حدثنا علي وغيره عن ابي داؤد عن شعبة عن اياس بن معاوية قال قال لي سعيد بن المسيب ان لا اذكر يوم نعى عمر النعمان بن مقرن على المنبر وذكر هذا الاثر ابو حاتم الرازي ايضا وقال النووي في تهذيب الاسماء ولد سعيد لسنتين خلتا من خلافة عمر رضي الله عنه وقيل لاربع سنين ورأى عمر وسمع منه ومن عثمان وعلي وسعد بن ابي وقاص الى قوله قال ابو طالب فقلت لاحمد بن حنبل سعيد بن المسيب فقال وسعيد بن المسيب ثقة من اصحاب الخير فقلت فسعيد عن عمر حجة قال هو عندنا حجة قد رأى وسمع منه اذا لم يقبل سعيد عن عمر فمن يقبل انتهى

سفر و حضر میں اپنے شیخ کے ساتھ رہا ہو اور بھی بے شخص سے بھی وہ روایت کرتے ہیں جو ملازمت و حفظ میں اس طبقہ کے قریب ہیں اور انکو تھوڑی مدت ملازمت ہوئی ہے پس خلاصہ یہ ہے کہ بخاری کے نزدیک ملازمت قلیل بھی شرط ہے اور مسلم کی یہ شرط ہے کہ وہ طبقہ ثانیہ سے ہو اسی سے جن سے بخاری کبھی روایت کرتے ہیں روایت کیا کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا کہ ہمسے بیان کی حسن بن صباح بزار نے اونھوں نے کہا کہ ہمسے سفیان بن عیینہ نے بیان کی علی بن جدعان اور یحیی بن سعید سے ان دونوں نے کہا کہ ہمنے سعید بن مسیب سے سنا کہتے تھے کہ علی نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خوشی کے کلمہ میں) سعد بن ابی وقاص کے سوا کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع نہ فرمایا (یعنی یوں فرمایا کہ تیرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں) آخر حدیث تک اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بخاری نے تاریخ صغیر میں کہا ہے کہ ہم سے علی وغیرہ نے بیان کی ابو داؤد سے اونھوں نے شعبہ سے اونھوں نے ایاس بن معاویہ سے اونھوں نے کہا کہ سعید بن مسیب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم نہیں ذکر کرتے ہیں نعمان بن مقرن کے مرنے کی خبر دینے کو جو عمر نے ممبر پر دیا تھا اور اس اثر کو ابو حاتم رازی نے بھی روایت کی ہے اور امام نووی نے تہذیب الاسماء میں کہا ہے کہ سعید عمر رض کے دو برس خلافت میں پیدا ہوا اور کہا گیا ہے کہ چار برس اور انھوں نے عمر کو دیکھا ہے اور اونسے اور عثمان و علی و سعد بن ابی وقاص سے سنا ہے یہاں تک کہا نووی نے کہ ابو طالب نے

جامع ترمذی

تاریخ صغیر بخاری

تہذیب الاسماء واللغات نووی

عہ بخلاف جید علی بن القطان و ابن الحزم حیث جزمہما انہ لم یسمع من عمر رض ۱۲ منہ

وذكر الامام الحاكم ابو عبد الله النيسابوري ان سعيدا
ادرك عمر فمن بعده الى اخر العشرة وقال المزي في ترجمة خالد بن
زيد شهد بدرا والعقبة والمشاهد كلها مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم وروى عنه اسلم ابو عمران التجيبي وسعيد بن المسيب
انتهى فلما لم يلزم عدم السماع بل ثبت من وجوه اخر
حسنة صحيحة فكيف يلزم عدم
اللقاء مع عدم استلزامه اياه وقد ذكر
شيخ المحدثين والصوفية الشيخ شهاب الدين
السهروردي في عوارف المعارف قال الحسن
البصري رضي الله عنه لقد ادركت سبعين
بدريا كان لباسهم الصوف (رواه في حلية الاولياء ١٢ منه) واما في
تاريخ البخاري حدثني عمرو بن علي قال سمعت
عبد الصمد بن عبد الوارث قال سمعت خالد
العبد ضعيف يقول قال الحسن صليت
خلف ثمانية وعشرين بدريا كلهم يقنت
بعد الركوع فقلت من حدثك قال حدثنا
ميمون المرئي فلقيت ميمونا فسالته فقال
قال الحسن مثله قلت من حدثك قال خالد
العبد فقد ذكر البخاري مع ذلك ما يصرح (الذي يظهر مما ذكرنا منه)
بان خالد العبد ممن ترد روايته (لا يكفي حسن روايته ١٢)

تنبیہ

حاصل كلام قتادة في الروايتين ان …

کہا کہ میں نے احمد بن حنبل سے سعید بن مسیب کا حال پوچھا تو کہا کہ سعید
بن مسیب ثقہ ہیں صحابہ سے بہتر نہیں ہیں میں نے کہا سعید کی روایت عمر سے مقبول
ہے انھوں نے فرمایا کہ ہم لوگوں کے نزدیک حجت ہے انھوں نے بیشک عمر کو دیکھا
اور اون سے سنا ہے جبکہ سعید کی روایت عمر سے مقبول ہو تو کسکی روایت مقبول
ہوگی انتہے اور امام حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری نے ذکر کیا کہ سعید نے عمر کو پایا اور
بعد اونکے آخر عشرہ مبشرہ تک کو اور مزی نے کہا خالد بن زید کے ترجمہ میں کہ بدر اور عقبہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوے اون سے
ابو عمران اسلم تجیبی و سعید بن مسیب نے روایت کی ہے
انتہے اور ان اقوال سے جبکہ عدم سماع کا ثبوت نہیں ہوتا
بلکہ دوسری وجہوں سے اونکی روایت حسن صحیح ثابت ہوتی
تو کیونکر عدم لقا لازم آویگا باوجود اونکے ایسے شرط لازم
کرنیکی اور شیخ المحدثین والصوفیہ شیخ شہاب الدین سہروردی
نے عوارف المعارف میں کہا کہ حسن بصری رض نے کہا کہ میں
نے ستر صحابہ بدری کو پایا ونکا لباس کمل تھا اور بخاری
تاریخ میں کہتے ہیں کہ مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کی انھوں نے کہا
کہ میں نے عبد الصمد بن عبد الوارث سے سنا کہ میں نے خالد العبد
ضعیف سے سنا ہے کہتے تھے کہ حسن رض نے کہا کہ اٹھارہ بدریوں کے
پیچھے میں نے نماز پڑھی سب رکوع کے بعد دعاء قنوت پڑھتے تھے
میں نے پوچھا کہ تم نے اسکو کس سے سنا ہے کہا کہ میمون مرئی سے
پس میں میمون سے ملا اور اون سے پوچھا تو کہا کہ ہاں حسن نے ایسا
کہا ہے پھر اون سے پوچھا کہ تجھ سے کس نے بیان کیا کہا کہ خالد العبد نے

حاکم نیشاپوری

عوارف المعارف سہروردی

تاریخ بخاری

ان اباداؤد الاعمی بلقائه البدریین
وغیرهم سائلا یروی عنهم و یقول حدثنا
فلان البدری من حدثنا البراء وحدثنا
زید بن ارقم ولکنه لم یسمع منهم ویدل
علی هذا دلالة بینة قول قتادة لا یعرض
لشئ من هذا ای لا یعتنی بالحدیث ولا یتکلم
فیه والحسن وسعید اکبر من ابی داؤد الاعمی
واکثر اعتناء بالحدیث ومع هذا ما حدثنا
واحد منهما عن بدری مشافهة غیر سعید
عن سعد فکیف یقول ابوداؤد الاعمی
حدثنا فلان وفلان ان لم یقرر معناه هکذا
بل کما قال ان المراد بهذا الکلام
ابطال قول ابی داؤد الاعمی هذا وزعمه
انه لقی ثمانیة عشر بدریا فقال قتادة
الحسن البصری وسعید بن المسیب اکبر
سنا من ابی داؤد الاعمی واجل واقدم
واکثر اعتناء بالحدیث وملازمة اهله والاجتهاد
فی الاخذ عن الصحابة ومع هذا کله ما حدثنا
واحد منهما عن بدری واحد فکیف یزعم
ای غیر سعید عن سعد ۱۲ ش
ابوداؤد الاعمی انه لقی ثمانیة عشر بدریا
هذا بهتان عظیم فلا یدری ارتباط قول

پس تحقیق بخاری نے اسکو ذکر کیا باوجود اس بات کی تصریح کے
کہ خالد العبد نے حسن سے اسکو روایت کیا ہے **تنبیہ** قتادہ کو دونوں
روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوداؤد اعمی گمان کرتا ہے کہ اسنے بدری و غیر بدری سے
ملاقات کی اور حدثنا فلان بدری اور حدثنا براء و حدیث
زید ابن ارقم سے روایت کرتا ہے لیکن اوسنے اون سے سنا نہین
ہے اور اسپر قتادہ کا کلام جو تنبیہا کہا ہے صریح دلالت کرتا ہے
کہ اس سے تعرض نہ کیا جاے یعنی اسکی حدیث سے اعتنا
نہ کیا جاوے اور اوس مین کلام نہ کیا جاوے اور حسن بصری اور
سعید بن مسیب ابی ابوداؤد اعمی سے (سن) مین بڑے
ہین اور حدیث اکثر روایت کرتے ہین باوجود اسکے ان مین
سے کسی نے بدری سے بالمواجہہ سوا سعید کے سعد سے روایت
نہین کی پس ابوداؤد کیونکر کہتا ہے حدثنا فلان و فلان
اور اگر یہہ معنی و مطلب ثابت ہو بلکہ جیسا کہ کہا ہے قائل
نے کہ مراد اس کلام سے ابوداؤد کے قول اور اسکے گمان
لقا کا اٹھارہ بدریون سے ابطال ہے قول قتادہ مین کہ
حسن بصری اور سعید بن مسیب ابوداؤد سے بڑے ہین
سن مین اور بزرگ ہین اور روایت حدیث اور
ملازمت صحبت اہل حدیث کی اور کوشش کے صحابہ
سے روایت کرنے مین باوجود ان سب باتون کے بجز ایک روایت
کے ان دونون مین سے کسی نے اور روایت بدری سے مجھے
روایت نہین کی پس ابوداؤد کیونکر گمان کرتا ہے کہ اٹھارہ

قتادة هذا كان سائلاً قبل الجارف ولا يعرض
لشيء من هذا ولا يتكلم فيه بابطال زعم
ابي داؤد الاعمى انه لقي ثمانية عشر بدريا
الا ان عدم اعتنائه بالحديث وعدم تكلمه فيه
وكونه سائلاً قبل الجارف لا يستلزم عدم
لقائه بدريا بل من المعروف عادة ان
الفقراء السائلين يسالون سائر الانام من
الخواص والعوام بل خواص الناس من البدريين
وامثالهم المبالغون في امتثال امر
النبي صلى الله عليه وآله وسلم لا تردوا السائل
اولى بالسوال اياهم من غيرهم رضي الله عنهم
اذ لا ينصبون الحجاب ولا يغلقون الابواب
ولا يمتنعون من لقاء الفقراء فاي مانع من
لقائهم وقال الحافظ ابن حجر في شرح
البخاري في قوله ويروى عن الحسن عن
غير واحد مرفوعا افطر الحاجم والمحجوم
قال علي بن المديني رواه مطر عن الحسن
عن علي وقال جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد
في كتاب العروس حدثنا وكيع عن ربيع
عن الحسن عن علي رضي الله تعالى عنه رفعه
من قال كل يوم ثلاث مرات

بدریوں سے ملاقات کی سو یہ بہتان عظیم ہے اس بنا پر داؤد
کے قول کا ابطال بھی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اگر بھکاری تھا تو
جارف کے پیشتر اسوجہ سے عدم اعتنا بالحدیث اور اوس میں
کلام نہیں ہے اور اسکا گداگر ہونا قبل طاعون جارف کے
بدریوں کے عدم لقا کو مستلزم نہیں ہے بلکہ یہ بات مشہور ہے
کہ فقرا سائلین خاص و عام لوگوں سے سوال کرتے تھے بلکہ
خواص بدری اور انکے ایسے اور لوگ نہایت مبالغہ
کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعمیل
حکم میں کہ سائل کو خالی مت پھیرو اون کے
سوال کے مطابق دینا اونکے غیر سے بہتر ہے۔
رضی اللہ تعالے عنہم کیونکہ وہ پردہ و حجاب
دروازوں پر نہیں لگاتے تھے اور سائلین کے
ملنے کو منع نہیں کرتے تھے پھر کون سی چیز اونکی
ملاقات سے مانع ہے۔ اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں
تحت قول اور حسن بہت صحابہ سے روایت کرتے ہیں
(جیسے ابو ہریرہ و اسامہ و ثوبان و شداد و علی و معاذ و معقل
بن یسار جیسا کہ معرفۃ بیہقی میں ہے) کہ روزہ کی حالت میں
سینگی لگانیوالے اور لگوانیکا روزہ ٹوٹ گیا لکھتے ہیں کہ
علی بن مدینی نے کہا کہ اسکو مطر نے حسن سے اونھوں نے علی
سے روایت کی ہے اور جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد نے کتاب
العروس میں کہا ہے کہ ہمسے وکیع نے اونھوں نے ربیع سے

صلوات الله علی آدم غفر الله له الذنوب
وان كانت مثل زبد البحر اخرجه الديلمي في
مسند الفردوس من طريقه وقال الامام النسائي
ای فی سننه الکبری آیه شر
حدثنا الحسن بن احمد بن حبيب حدثنا
شاذ بن فياض عن عمر بن ابراهيم عن قتادة
عن الحسن البصري عن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى
عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
قال افطر الحاجم والمحجوم وقال الامام الطحاوي
حدثنا نصر بن مرزوق حدثنا الخصيب حدثنا
حماد بن سلمة عن قتادة عن الحسن عن علي
رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم اذا كان في الوضوء فضل
فاصابه جائحة فهو مما فيه الحديث
وقال حدثنا ابن مرزوق حدثنا عمرو بن
ابی رزین حدثنا هشام بن حسان عن
الحسن عن علي رضي الله تعالى عنه قال
ليس في مس الذكر وضوء وقال الدارقطني
في كتاب العلل في مسند ابي هريرة
عن حديث الحسن عن ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم افطر
الحاجم والمحجوم فقال بروایة اختلف فيه

اونھون نے حسن سے اونھون نے علی سے روایت کی مرفوعاً کہ
جو شخص دن بھر مین تین مرتبہ صلوات اللہ علی آدم کہے
تو اوسکے کل گناہ بخشے جاتے ہین گو سمندر کے جھاگ کے برابر گناہ
ہوا اوسکو دیلمی نے اپنی سند سے مسند الفردوس مین روایت
کیا ہو اور امام نسائی نے (سنن کبری مین) کہا ہو کہ ہم سے
حسن بن احمد بن حبیب نے حدیث کی اونھون نے کہا کہ ہم سے
شاذ بن فیاض نے بیان کی اونھون نے عمر بن ابراہیم سے
اونھون نے قتادہ سے اونھون نے حسن بصری سے اونھون نے علی بن ابیطالب رض
سے اونھون نے کہا کہ بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ سینگھی لگانیوالے اور لگوانے والے نے افطار کیا اور امام طحاوی نے
کہا کہ ہمسے حدیث کی نصر بن مرزوق نے کہا کہ ہمسے حدیث
بیان کی خصیب نے کہا کہ ہمسے حماد بن سلمہ نے حدیث بیان
کی اونھون نے قتادہ سے اونھون نے حسن سے اونھون نے علی
رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جب برتن مین پانی ہوا اور اوسکو نقصان پہونچا تو وہ
اوس مین سے ہے آخر حدیث تک اور کہا کہ ہم سے ابن مرزوق
نے حدیث بیان کی اونھون نے کہا کہ ہم سے عمرو بن ابی رزین
نے حدیث بیان کی اونھون نے کہا کہ ہمسے ہشام بن حسان نے
حدیث بیان کی اونھون نے حسن سے روایت کی اونھون نے علی رض
سے کہا کہ ستر کے چھونے مین وضو نہین ہے اور دار قطنی نے کتاب العلل
کے مسند ابو ہریرہ مین کہا کہ حسن سے روایت وہ ابو ہریرہ روایت

علی الحسن فرواه قتادة من رواية سلام ابن
ابی جبیرة عن ابی عروبة عن قتادة عن الحسن
وابو قزعة من رواية ابن جریج عنه ویونس بن
عبید من رواية عبد الوهاب الثقفی ومحمد بن
راشد عن یونس عن الحسن عن علی بن ابی طالب
قاله ابن القوهی عن ابیه عن شعبة عن یونس
الی قوله ورواه مطرف الوراق عن الحسن عن
علی بن ابی طالب قال فی سننه حدثنا عبد الله
بن محمد بن عبد العزیز حدثنا داود بن
رشید حدثنا ابو حفص الابار عن عطاء
بن السائب عن الحسن عن علی رضی الله تعالی عنه
قال فی الخلية والبرية والبتة والبائن
الحرام ثلث لا تحل له حتی تنکح زوجا غیره
رواه ابن ابی شیبة
وقال حدثنا احمد بن محمد بن عبد الله بن
زیاد القطان حدثنا الحسن بن علی بن شبیب
المعمری قال سمعت محمد بن صدران السلمی
حدثنا عبد الله بن میمون المرئی حدثنا عوف
عن الحسن عن علی رضی الله تعالی عنه ان النبی
صلی الله علیه وآله وسلم قال لعلی یا علی قد جعلنا
الیک هذه السبقة بین الناس الحدیث
رواه البیهقی ... فی سننه
وقال حدثنا علی بن عبد الله مبشر ثنا احمد

کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
سینگھی لگانیوالے اور لگوانیوالے نے روزہ افطار کیا پس کہا کہ
حسن کی روایت میں اسناد کا اختلاف ہے قتادہ نے اسکو
سلام بن ابی جبیرہ کی روایت سے اونھوں نے ابی عروبہ سے
اونھوں نے قتادہ سے اونھوں نے حسن سے اور ابو قزعہ نے روایت
ابن جریج سے کی اور وہ حسن سے اور یونس بن عبید نے روایت
عبد الوہاب ثقفی اور محمد بن راشد سے کی وہ یونس سے وہ حسن سے وہ علی ابن ابیطالب سے
اور اسکو ابن قواہی نے اپنے باپ سے اونھوں نے شعبہ سے
اونھوں نے یونس سے روایت کی ہے یہانتک کہا دارقطنی نے
کہ اسکو مطرق وراق نے حسن سے اونھوں نے علی ابن ابیطالب سے
روایت کی اور دارقطنی نے سنن میں کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن
محمد بن عبد العزیز نے حدیث بیان کی اونھوں نے کہا کہ ہم سے
داود بن رشید نے روایت کی اونھوں نے کہا کہ ہم سے ابو حفص
ابار نے حدیث کی اونھوں نے عطاء بن سائب سے اونھوں نے
حسن سے اونھوں نے علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہا کہ اگر
مرد بی بی کو یوں کہے کہ تو ہم سے خالی ہو یا بری ہو یا تجھپر طلاق
البتہ ہے یا تو بائن ہے یا تو حرام ہے مجھپر تو ان سب میں تین طلاق
ہو جاتی ہے اور اس مرد کیلئے حلال نہیں ہے جب تک وہ دوسرے شوہر سے
نکاح نہ کرے اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد بن عبد اللہ بن
زیاد قطان نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے حسن بن علی بن شبیب
معمری نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے محمد بن صدران سلمی سے سنا

بن سنان ثنا يزيد بن هارون انا حميد الطويل
عن الحسن قال قال علي إن وسع الله عليكم فاجعلوه
صاعا من بر وغيره يعني زكوة الفطر وقال الامام
ابو نعيم في حلية الاولياء حدثنا عبد الله بن محمد
حدثنا ابو يحيى الرازي حدثنا هناد ثنا محمد
ابن فضيل عن الليث عن الحسن عن علي رضي
الله تعالى عنه قال طوبى لكل عبد نومة عرف
الناس ولم يعرفه الناس عرفه الله تعالى برضوان
اولئك مصابيح الدجى يكشف الله تعالى
عنهم كل فتنة مظلمة ويدخلهم الله
في رحمة منه ليس اولئك بالمذاييع البذر
ولا الجفاة المرائين وقال الخطيب في تاريخه
واخرجه ابن ابي شيبة في مصنفه وسعيد بن منصور في سننه وهناد في مسنده و
اخبرنا الحسن بن ابي بكر اخبرنا ابو سهل احمد
البيهقي في شعب الايمان وابن عساكر في تاريخه والدارمي في مسنده
بن محمد بن عبد الله بن زياد القطان حدثنا
مع الزوائد ۱۲ منه
محمد بن غالب حدثنا يحيى بن عمران حدثنا سليمان
بن ارقم عن الحسن البصري عن علي بن ابي طالب رضي
الله تعالى عنه قال كفنت النبي صلى الله عليه
واله وسلم في قميص ابيض وثوبي حبرة فهذه
الاحاديث متصلة على مذهب هؤلاء الائمة
الكبراء لولا شبهة التدليس وقال الشيخ
الامام العلامة الحجة جلال الدين عبد الرحمن

اونھوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن میمون مزنی نے حدیث کی
اونھوں نے کہا کہ ہمسے عوف نے حدیث بیان کی اونھوں نے حسن سے
اونھوں نے علی رضہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو فرمایا
کہ اے علی لوگوں کے درمیان میں اس رحمہ ہمنے ترک طرف کیا آخر حدیث
تک اور کہا کہ ہمسے علی بن عبد اللہ بن جعفر نے حدیث کی کہا کہ ہم سے
احمد بن سنان نے حدیث کی کہا کہ ہمسے یزید بن ہارون نے حدیث کی
اونھوں نے کہا کہ ہمکو حمید طویل نے خبر دی اونھوں نے حسن سے اونھوں نے
کہا کہ علی نے کہا کہ اگر تمکو اللہ کشایش رزق کی کرے تو ادا کیا
آدھے ساع سے ایک صاع گیہوں وغیرہ سے زکاۃ فطرہ دیا کرو اور امام
ابو نعیم (اصفہانی) نے حلیۃ الاولیا میں کہا کہ ہمسے حدیث
کی عبد اللہ بن محمد نے اونھوں نے کہا کہ ہم ابو یحیی رازی نے حدیث
بیان کی کہا کہ ہمسے ہناد نے حدیث کی کہا کہ ہمسے محمد بن فضیل نے
حدیث بیان کی اونھوں نے لیث سے اونھوں نے حسن سے اونھوں نے علی سے روایت
کی کہا کہ بندہ مومن کیا خوشی ہو وہ لوگوں کو پہچانتا ہے اور اسکو لوگ
نہیں پہچانتے اللہ کی معرفت رکھی اسکی رضا کے ساتھ اوسنے وہ اہل کی ہیں وہ
لوگ اندھیرے کے چراغ ہیں اونکی برکت سے اللہ پاک ہر فتنہ مظلم کو دور کرے گا
اور اونکو اللہ اپنی رحمت خاص میں رکھتا ہے یہ لوگ نہ کثرت سے کلام
کرنیوالے اور نہ ظالم لوگوں کو دکھلاوے کے لئے کام کرنیوالے ہیں اور
خطیب نے تاریخ میں کہا کہ ہمکو حسن بن ابو بکر نے خبر دی کہا کہ ہمکو
ابو سہل احمد بن محمد بن عبد اللہ بن زیاد قطان نے خبر دی اونھوں نے کہا کہ
ہمکو محمد بن غالب نے حدیث کی اونسے کہا کہ ہمسے یحیی بن عمران نے

حلیۃ الاولیا

تاریخ خطیب بغدادی

السیوطی قدس سرہ تعالی روحہ فی فتح لنا فتوحہ فی
اتحاف الفرقة قال الحافظ ابن حجر وقع فی مسند
ابی یعلی حدثنا حوثرة بن اشرس قال انا عقبة
بن ابی الصہباء الباہلی قال سمعت الحسن
یقول سمعت علیا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مثل امتی مثل المطر الحدیث قال
محمد بن الحسن الصیرفی شیخ شیوخنا ہذا
نص صریح فی سماع الحسن من علی کرم اللہ وجہہ
ورجالہ ثقات حوثرة وثقہ ابن حبان فی کتاب الثقات
وعقبة وثقہ احمد بن حنبل وابن معین
انتہی قال الشیخ القشاشی رحمہ اللہ فی السمط
المجید الحسن وان قالوا انہ کان یدلس لکنہ
ثقة قال الحافظ ابن الحجر فی تقریب التہذیب
الحسن بن ابی الحسن البصری الانصاری مولاہم
ثقة فقیہ فاضل مشہور وکان یرسل
کثیرا ویدلس وہو راس الطبقة الثالثة
ومن المقرر ان المدلس الثقة اذا عبر
فی روایة عن شیخہ بصیغة صریحة فی السماع
کسمعت وحدثنی فروایتہ مقبولة واسنادہ
متصل لکونہ ثقة صرح بلفظ سمعت
فاذا صح السماع انتفی سبب خوف التدلیس

بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے سلیمان ابن قرم نے بیان کی اونھون نے
حسن بصری سے اونھون نے علی ابن ابیطالب رض سے روایت کی کہا کہ مینے نبی صلعم کو
کفن پہنایا ایک سفید کرتا اور دو چادر حبرہ کا اور یہ سب حدیثیں اون
ائمہ کے مذہب پر متصل ہین اگرچہ کسیکو شبہہ نہ ہو اور امام العلامہ شیخ الحجہ
جلال الدین عبدالرحمن سیوطی قدس اللہ تعالی روحہ و فتح لنا فتوحہ نے
اتحاف الفرقہ مین کہا کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ مسند ابو یعلی (موصلی) مین
مروی ہے کہ ہمسے حوثرہ بن اشرس نے بیان کیا اوسنے کہا کہ ہمکو عقبہ بن
ابی الصہبا باہلی نے خبر دی کہا کہ مینے حسن سے سنا کہتے تھے کہ مینے علی
سے سنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میری امت کی مثال
مینہ کی مثال ہے آخر حدیث تک کہا محمد بن حسن صیرفی نے جو ہمارے شیخوں
کا استاد ہے کہ یہ نص صریح ہے حسن کے سماع مین علی کرم اللہ وجہہ سے
اور اسکے رواۃ سب ثقہ ہین حوثرہ کو کہا ابن حبان نے (کتاب الثقات مین) ثقہ
اور عقبہ کی احمد بن حنبل و ابن معین نے توثیق کی انتہی اور شیخ قشاشی
رحمہ اللہ نے سمط المجید مین کہا کہ حسن گو باین اگرچہ لوگون نے کہا
کہ وہ تدلیس کرتے ہین مگر وہ ثقہ ہین حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب
مین کہا ہے کہ حسن بن ابی الحسن بصری انصاری انکے غلام آزاد کردہ
ہین تھے ثقہ فقیہ فاضل مشہور ہین کثرت سے ارسال کرتے تھے اور
تدلیس کرتے تھے طبقہ ثالثہ کے اکابر مین ہین اور یہ بات ثابت ہے کہ
ثقہ مدلس جب الفاظ اپنے شیخ سے صریح سماع کے ساتھ تعبیر کرے
جیسے مینے سنا یا مجھسے حدیث بیان کی تو اوسکی روایت مقبول
اور اوسکی سند متصل ہے بسبب اسکے ثقہ ہونے اور سماع کی تصریح کرنے کے

فی وصل الخرقة وقد مر انه اذا انتفی سبب الخدش
وقد وصله من هو ثقة ومقبول ظهر ان
ما حکم بانقطاعه مرفوع موصول و
بالله التوفیق انتهی قال النووی فی
التقریب فی روایة المدلس والصحیح التفصیل
فما رواه بلفظ محتمل لم یبین فیه السماع
فمرسل وما بینه فیه کسمعت وحدثنا واخبرنا
وشبهها فمقبول یحتج به وفی الصحیحین
وغیرهما من هذا الضرب کثیر کقتادة و
وسفیانین وغیرهم وما کان فی الصحیحین
وشبههما عن المدلسین بعن محمول
علی ثبوت السماع من جهة اخری انتهی
فما قیل فی القرة عن اتصال الحسن البصری
بحضرة المرتضی واتصال لبس الخرقة
بالمرتضی امر باطل تنکره الشیعة واهل السنة
جمیعا ودون اثباته خرط القتاد ففی
عجاب وما فیه علی روایة ابی یعلی ان صحت
فلا تثبت بهذا القدر الصحبة المعتد بها
وکلامنا انما هو فی الصحبة المعتد بها
ففیه ان هذا التعلیق خلاف التحقیق و
[illegible]
او الصحبة المعتد بها قد ثبت بوجه [illegible]

اور جب سماع صحیح ہوا تو خدشہ کرنیوالونکا شبہہ خرقہ کے پہونچنے
میں دفع ہوا اور یہ آگئی کہ جب شبہہ کا دفع ہوا اور راوی اسکو
ثقہ اور مقبول آپ پیش ہوا کہ جسنے اوسکے منقطع کا حکم
کیا ہے وہ روایت مرفوع موصول ہے اور اللہ ہی کے ساتھ
ہو توفیق انتہی اور نووی نے تقریب میں کہا کہ مدلس کی روایت
میں صحیح بات یہ ہو کہ تفصیل ہے پس جسکو وہ ایسے طور سے
بیان کرے جسمیں سماع کی تصریح نہ ہو تو وہ مرسل ہے اور جس میں
سماع کی تصریح ہو جیسے سمعت حدثنا اخبرنا اور اسکے مانند
تو وہ مقبول ہے اوس سے حجت پکڑی جاویگی اور اس قسم کی
روایتیں صحیحین وغیرہما میں بہت ہیں جیسے قتادہ اور اعمش
ثوری و سفیان بن عیینہ وغیرہم اور صحیحین وغیرہما میں
سے جو روایتیں ہیں دوسری جہت سے سماع پر محمول ہیں انتہی
پس جو قرۃ میں کہا گیا ہو کہ اتصال حسن بصری کا حضرت
مرتضی کے ساتھ اور خرقہ پہننے کا مرتضی سے یہ
ایک ایسا امر باطل ہے کہ شیعہ اور اہل سنت دونو
باتفاق اسکا انکار کرتے ہیں چہ جائیکہ مہمل اثبات
اسکا تو یہ نہایت تعجب کی بات ہو اور دربارہ روایت
مسند ابو یعلے جو اسمین ہے کہ اگر یہ روایت صحیح بھی
ہو تو اس سے صحبت معتد بہا نہیں ثابت ہوگی اور ہمارا کلام صحبت
معتد بہا میں ہے پس ہم کہتے ہیں کہ یہ تعلیق خلاف تحقیق
[illegible]
اور معتد بہا صحبت [illegible] ثابت ہو چکی [illegible]

لما مضى واما قوله ولو تحقق اتصال الحسن
البصري بالمرتضى لتحقق له به الصحبة المعتد
بها وهي منتفية فهو منتف ففيه مع
ما تقدم ان هذه الشرطية ممنوعة
لان تحقق الاتصال لو في الطريقة
لا يستلزم الصحبة المعتدة بها حتى
يلزم من انتفائها انتفاؤه واصحاب
السلاسل وهم اهل هذه المعرفة
والمعاملة من آخرهم بتفرقهم
متفقون اتفاقا على ان الحسن اخذ
بلا واسطة من علي المرتضى كرم الله وجهه
ولولا ان كل واحد منهم تلقى من
صاحبه انه تلقى الباطن من صاحبه
هلم جرا الى الحسن من علي المرتضى كرم
الله وجهه كيف يتصور هذا الاجماع
هذا والروايات في كتب الاثر عن
الحسن عن علي رضي الله عنه كثيرة جدا
فمن شاء ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها

وصل لما تم الكلام في المرام
من تحقيق الاتصال بالامكان واللقاء
والسماع وذكر ما تيسر من عدد من ثبت

نہیں جیسا کہ اوپر گذرا اور پھر اوسکا قول اگر اتصال
حسن بصری کا مرتضے کے ساتھ ثابت ہو تو البتہ معتد بہ صحبت
بھی ثابت ہوگی اور یہ ثابت نہیں تو وہ بھی ثابت نہیں پس
اسپر یہ کہنا ہو کہ ثبوت اسکا گذر چکا باوجودیکہ یہ شرط بھی
باطل ہے کیونکہ ثبوت اتصال کا اگرچہ طریقت میں ہو صحبت
معتد بہ کو ایسا مستلزم نہیں ہے کہ اوسکی نفی سے
اوسکی بھی نفی ہو اور اصحاب سلاسل جو اس فن کے
اہل بصیرت اور آخرت کے معاملہ والے ہیں باوجودیکہ
فرقے بہت ہو گئے ہیں سب اس بات پر متفق ہیں
کہ حسن نے بلا واسطہ علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے
حاصل کیا ہے اگر ہر ایک کا اپنے شیخ سے تعلیم باطنی
پانا ہوتا اور وہ اپنے شیخ سے علی ہذا القیاس
اوپر حسن تک اور حسن کا علی سے تو یہ اجماع کیونکر
متصور ہوتا یہ اور روایات کتب اثر و حدیث
میں حسن سے اور وہ علی رضی اللہ عنہ سے بہت
کثرت سے ہیں اور ہم نے مختصر سے نمونہ از خروارے
نقل کیا ہے جو شخص اونپر اطلاع چاہے تو اونکی طرف
رجوع کرے۔

وصل چونکہ مقصود کلام جو تھا درباره ثبوت
اتصال کے بطور امکان کے و نیز لقا و سماع کے ساتھ
اور نام و ذکر ان ائمہ حفاظ احادیث و محدثین نقاد

من الائمة الحفاظ والمحدثين الايقاظ
رضي الله عنهم فاراد **محمد المشتهر**
بفخر الدين ان يشير الى اناس
ينكرونه فقد وجد بعد التفتيش و
الفحصة شرذمة من المتقدمة
وفرقة من المتاخرة فمن الاولى من يقول
لم يثبت سماعه منه او عنده ومنها
من يقول لا نعرف ولا نعلم سماع الحسن
من علي كرم الله وجهه فلا يلزم من عدم
ثبوته عندهم او عدم معرفتهم عدمه
في الوجود فهم فيه معذورون ومن
الاخرى من سلك طريقة المتعصبة
فيقول مجازفة من غير استقراء و
تتبع اقوال الافاضل ان الاجتماع
والسماع كليهما باطل باتفاق
الاماثل منهم اعجوبة وقته ابن تيمية
الحنبلي غفر الله له وقد قال شيخ الاسلام
والامام الحافظ ابو الفضل ابن الحجر
العسقلاني في الدرر الكامنة في ترجمته بعد
ما ذكر مناقبه ومثالبه كالقول بحرمة
زيارة قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم

تبیین کا جو بروقت حاصل ہوا تمام تو محمد
مشہور بہ **فخر الدین** نے ارادہ کیا کہ
اون لوگون کا بھی ذکر کرین جو اس کے منکر
ہین پس بڑی تحقیق و تفتیش و تلاش کے
بعد تھوڑے تو متقدمین اور ایک فرقہ متاخرین
مین معلوم ہوا متقدمین لوگ تو یہہ کہتے ہین کہ
میرے نزدیک اونکا سماع نہین ثابت ہوا
اور بعضے یون کہتے ہین کہ ہمکو اونکی سماع کا علم
و معرفت نہین ہے پس اونکے نزدیک عدم ثبوت
یا اونکے عدم علم و عدم معرفت سے نفس وجود کا عدم
کیسے ثابت ہوگا یہہ ہو نہین سکتا پس وہ تو
اپنی طرف نسبت کرنیکی وجہ سے معذور و مجبور ہین
اور متاخرین سے وہ ہین جو تعاقب کی روش
چلے ہین اور بغیر استقرا و تتبع اقوال افاضل کے
یہہ کہدیا کہ دونون کا اجتماع و سماع باتفاق علماء
باطل ہے اون مین سے اعجوبہ روزگار خود ابن تیمیہ
حنبلی ہین اللہ اونکو بخشے انکے ترجمہ کے ضمن مین
شیخ الاسلام امام حافظ ابو الفضل ابن حجر
عسقلانی الدرر الکامنہ فی اعیان قرن الثامنہ مین
انکے مناقب و تعریف و انکی معائب و برائی کو مثل
زیارت قبر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرام ہے

وعدم صحة الاسلام علی المرتضی کرم الله
وجهه لکونه صبیا ونسبة امیر المؤمنین
عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه الی حب
المال ورد الاحادیث الموجودة فی
السنن وان کانت ضعیفة وذکر اختلاف
العلماء الکرام فی حقه انا لا نعتقد فی
(محمد بن سبکی ۱۲ منه)
حقه عصمة بل انا نخالفه فی مسائل
الاصلیة والفرعیة وقال الامام ابو عبد الله
الذهبی رحمه الله فی تاریخه بعد ذکر نحوها
(یعنی بعد ذکر ما تابعه فیه کثیر من الناس کما الرافضی ۱۲ منه)
فهو بشر له ذنوب وخطایا وکذا ذکر
الامام الیافعی غیر احد من الائمة
قال ابن تیمیة فی منهاج السنة قال الرافضی
واما علم الطریقة فالیه منسوب فان الصوفیة
کلهم یسندون الخرقة الیه و
الجواب السابقة اولا انما اهل المعرفة
وحقائق الایمان المشهورون فی الامة
بلسان الصدق فکلهم متفقون علی
تقدیم ابی بکر وانه اعظم الامة
فی الحقائق الایمانیة والاحوال العرفانیة
واین من یقدمونه فی الحقائق التی هی
افضل الامور عندهم الی من ینسب الیه

اور حضرت علی کا اسلام بسبب اونکے لڑکپن کے
صحیح نہین ہے اور عثمان بن عفان رضی الله
تعالی عنہ مین حب مال وجاہ تھا اور سنن کی موجود
احادیث کو گو وہ ضعیف ہون رد کیا اور علماء
کرام کے اختلاف کو ذکر کرکے یہ لکھا کہ ہم اونکے
حق مین عصمت وپاکدامنی کا اعتقاد نہین رکھتے
بلکہ بہت سے مسائل اصولی وفروعی مین ہم
اونکی مخالفت کرتے ہین اور امام ابو عبد الله
ذہبی رحمہ الله نے اپنی تاریخ مین مثل ذکر کرنے ابن حجر
کے لکھکر یہ لکھا کہ وہ بشر ہین اونکے لئے خطا و
گناہ ہے اور ایسا ہی امام یافعی وغیرہ ائمہ نے
لکھا ہے ابن تیمیہ نے منہاج السنہ (جواب منہاج الکرامہ
علی شیعی) مین کہا کہ رافضی نے کہا کہ علم طریقت
حضرت مرتضی کیطرف منسوب ہے کیونکہ کل صوفیہ خرقہ
کی نسبت اونھین کیطرف کرتے ہین پس جواب اسکے
چند ہین اول یہ کہ اہل معرفت وحقائق ایمانی
والے جو امت مین لسان صدق کے ساتھ مشہور ہین
وہ سب ابوبکر کی تقدیم پر متفق ہین اور اس بات
پر کہ وہ اعظم الامت ہین حقائق ایمانی اور احوال
عرفانی مین اور کہان ہے لباس خرقہ مقدم اوس
حقائق ایمانی مین جو اونکے نزدیک افضل امور ہے

تاریخ ذہبی

منہاج السنہ
ابن تیمیہ

لباس الخرقة وقد ثبت فی الصحیحین عن
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال ان اللہ
لاینظر الی صورکم واموالکم وانما ینظر
الی قلوبکم واعمالکم فاین الحقایق
القلوبیة من لباس الابدان ویقال
ثانیا الخرقة متعددة واشہرہا خرقتان
خرقة الی عمر وخرقة الی علی فخرقة عمر
رضی اللہ عنہ لہا اسنادان اسناد الی
اویس القرنی واسناد الی ابی مسلم
الخولانی واما الخرقة المنسوبة الی
علی کرم اللہ وجہہ فاسنادہا الی
الحسن البصری والمتاخرون یصلونہا
بمعروف الکرخی فان الجنید رضی اللہ عنہ
صحب السری والسری صحب معروفا الکرخی
بلاریب واما الاسناد من جہة معروف
فمنقطع فتارة یقولون ان معروفا
صحب علی بن موسی الرضا وہذا باطل
قطعا لم یذکرہ المصنفون لاخبار
معروف بالاسناد الثابت المتصل
کابی نعیم وابی الفرج ابن الجوزی
فی کتابہ الذی صنفہ فی فضائل

اور بیشک صحیحین میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے فرمایا اللہ تعالے تمہاری
صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے
دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے پس حقائق قلوبیہ
بدن کے لباس سے کہاں ہے دویم خرقہ متعدد
ہیں نہایت مشہور دو خرقہ ہے اول عمرؓ کا دوسرے
علیؓ کا پس عمرؓ کے خرقہ کی دو سند ہیں اول سند
طرف اویسؓ قرنی کے دوسری طرف ابو مسلم
خولانیؓ کے اور خرقہ جو علی کرم اللہ وجہہ کیطرف
منسوب ہے پس اوسکی اسناد طرف حسن
بصری کے اور متاخرین صوفیہ معروف کرخی
کے طرف ملاتے ہیں بایں طورکہ جنید
رضے اللہ عنہ نے صحبت اوٹھائی سری کی
اور سری نے صحبت اوٹھائی معروف کرخی
کی اس میں کچھ بھی شبہ نہیں لیکن سند معروف
کی جہت سے آگے منقطع ہے کبھی تو کہتے ہیں کہ
معروف نے صحبت اوٹھائی امام علی بن موسی رضا کی
اور یہ قطعاً باطل ہے اسکو کسی مصنف مورخ مشہور
نے سند متصل سے ثابت نہیں کیا جیسے ابو نعیم
(اصفہانی) وابو الفرج ابن جوزی اپنی اوس
کتاب میں جسکو معروف کے فضائل میں لکھا ہے

معروف ومعروف كان منقطعا في
بغداد لان يهجر عنه الخلق ولا كان
الكرخ وجعل شعاره لباس الخضر
يعرج من الكرخ فقط ١٢ شرح
ثم رجع عن ذلك واعاد شعار السواد
ومعروف لم يكن يجتمع بعلي بن موسى
ولا نقل عنه ثقة انه اجتمع به واخذ
شيئا عنه بل ولا يعرف انه رآه ولا كان
معروف بوابه ولا اسلم على يديه فهذا
ثم امر مردود بل قال الامام القشيري راسخ هذا ١٢
كذب واما الاسناد الآخر فيقولون
ان معروفا صحب داود الطائي وهذا ايضا
لا اصل له وليس في اخباره المعروفة ما يذكر
ثم ايضا مردود بل نقله الامام القشيري في
فيه اخذه عن داود الطائي شيئا وانما
الرسالة عن الاستاذ ابو علي وغيره ١٢ ش
نقل عنه الاخذ عن بكر بن خنيس العابد
الكوفي وفي اسناد الخرقة ايضا ان
داود الطائي صحب حبيبا العجمي وهذا
لم يعرف له حقيقة وفيها ان حبيبا
العجمي صحب الحسن البصري وهذا صحيح
فان الحسن كان له اصحاب كثيرون
مثل ايوب السختياني ويونس بن عبيد و
عبد الله بن عون ومثل محمد بن واسع ومالك
بن دينار وحبيب العجمي وفرقد السبخي
وغيرهم من عباد اهل البصرة وفي الخرقة

اور معروف کرخ مین لوگون سے انقطاع
کئے ہوئے تھے پہلے اپنا لباس سبز رکھا
بعدہ اوسکو چھوڑکر سیاہ اختیار کیا اور
معروف علی بن موسٰی کے ساتھ جمع نہین
ہوئے اور نہ ثقہ لوگون نے اسکو نقل کیا ہے
کہ وہ اون سے ملے اور کچھ اون سے حاصل کیا
بلکہ یہ بات بھی نہین جانی جاتی کہ اونھون نے
دیکھا بھی ہو اور معروف اونکے دربان نہین تھے
اور نہ اونکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تو یہ سب جھوٹھ ہے
ولیکن دوسری سند یون کہتے ہین کہ معروف نے داود طائی
کی صحبت کی اور اسکی بھی کچھ اصل نہین ہے کیونکہ تاریخ معتبر
مین جو اونسے اخذ کرنیکا کچھ بھی تذکرہ نہین ہے بلکہ
مورخین نے بکر بن خنیس عابد کوفی سے حاصل کرنے کو
لکھا ہے اور خرقہ کے اسناد مین جو یہ لکھا ہے کہ داود
طائی نے صحبت اختیار کی حبیب عجمی کی سو اسکی کچھ
حقیقت نہین معلوم ہوتی اور اوسمین یہ ہے کہ
حبیب عجمی نے صحبت اختیار کی حسن بصری کی سو یہ
صحیح ہے کیونکہ بہت سے حسن کے شاگرد تھے جیسے ایوب سختیانی
و یونس بن عبید و عبد اللہ بن عون و محمد بن واسع و مالک
بن دینار و حبیب عجمی و فرقد سبخی و غیرھم
عابدین اہل بصرہ سے اور خرقہ کی سند مین ہے

ان الحسن صحب عليا وهذا باطل باتفاق اهل
المعرفة فانهم متفقون على ان الحسن
لم يجتمع بعلي وانما اخذ عن اصحاب علي اخذ
عن الاحنف بن قيس وقيس بن عباد وغيرهما
عن علي وهكذا رواه اهل الصحيح والحسن
البصري ولد بسنتين بقيتا من خلافة
عمر وقتل عثمان وهو بالمدينة كانت امه
امة لام سلمة فلما قتل عثمان حمل الى البصرة
وكان علي بالكوفة والحسن في زمنه صبي
من الصبيان لا يعرف ولا له ذكر انتهى
قوله فهذا كله كذب قال الامام اليافعي
في مرآة الجنان في ترجمة الامام معروف
الكرخي من موالي علي بن موسى فكان
المؤدب يقول له قل ثالث ثلثة فيقول معروف
بل هو الله الواحد القهار فضربه المعلم يوما
على ذلك ضربا مبرحا فهرب منه وكان
ابواه يقولان ليته يرجع الينا على اي دين
شاء فنوافقه عليه ثم انه اسلم على يدي
علي بن موسى الرضا ورجع الى ابويه
فدق الباب فقيل له من بالباب فقال
معروف فقيل على اي دين فقال على الاسلام

کہ حسن نے صحبت پائی تھی علی کی سو یہ بھی باطل ہے باتفاق
اہل معرفہ فن کے کیونکہ وہ سب متفق ہیں کہ حسن علی کے
ساتھ مجتمع نہیں ہوئے بلکہ حضرت علی کے شاگردان مثل
احنف بن قیس اور قیس بن عباد وغیرہما سے اخذ کیا
اور انھوں نے علی سے اسیطور سے اہل صحیح نے روایت
کی ہے اور حسن بصری حضرت عمر کی خلافت میں جبکہ
دو برس باقی رہ گیا تو پیدا ہوئے اور عثمان جب قتل ہوئے
تو وہ مدینہ میں تھے اور انکی ماں بی بی ام سلمہ کی لونڈی
تھیں جب عثمان قتل ہوئے تو بصرہ گئے اور علی کوفہ میں تھے
اوسوقت حسن محض کمسن بچے تھے نہ انکا تذکرہ تھا اور نہ
انکو کوئی جانتا تھا ابن تیمیہ کا کلام ختم ہوا قولہ سو یہ سب جھوٹ
ہے امام یافعی نے مراۃ الجنان میں تحت ترجمہ امام معروف کرخی
کے لکھتے ہیں کہ وہ غلام آزاد کئے ہوئے امام علی بن موسی
کے تھے انکو معلم کہتا تھا کہو ثالث ثلثہ یعنی تین کا تیسرا
تو معروف کہتے تھے کہ وہ خدا اکیلا قہار ہے پس ایک روز اسپر
معلم نے بڑی مار ماری بس آپ بھاگ گئے آپکے باپ ماں کہتے تھے
کہ کاش وہ آجاتا جاہے جس دین پر رہتا پھر آپ علی بن موسی رضا سے
کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اور باپ ماں
کے یہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو انھوں نے
پوچھا دروازہ پر کون ہے کہا کہ معروف پوچھا کس
دین پر کہا اسلام پر

صواعق محرقہ ابن حجر مکی

واسلموا ابوا، قال العلامة ابن الحجر المكي
المحدث في الصواعق المحرقة في ترجمة الثامن
علي الرضاء رضي الله عنه ومن مواليه
معروف الكرخي استاذ السري السقطي لانه
والبقاء قال الامام الشعراني في طبقات
اسلم على يديه قوله وهذا باطل باتفاق
اهل هذه المعرفة فانهم متفقون على
ان الحسن لم يجتمع بعلي سبحان الله هذا
بهتان عظيم فقد تقدم عن امامي هذه
المعرفة علي المديني شيخ البخاري و
ابي زرعة الرازي شيخ مسلم انهما
قالا انه راه بالمدينة الطيبة مع رواية
البخاري القوية ورواية ابي يعلى الموصلي
الصحيحة الصريحة في سماعه منه رضي الله
عنه ورواية الحافظ ابي نعيم الذي هو
مستند ابن تيمية بالانصاف والتخلي من
التعصب والاعتساف لنقل اتفاق ائمة
حفاظ الآفاق على خلاف ما جعل عليه
الوفاق وانما قوله هذا كرده الاحاديث
المسندة الموجودة في الكتب المعتمدة
المشهورة ونسبة الوضع والكذب اليها
كما قال في هذا الكتاب ايضا ان الحديث الموالاة

پس اون کے ماں باپ نے بھی موافقت کی اور مشرف باسلام
ہوئے اور علامہ ابن حجر مکی محدث نے صواعق محرقہ میں
بذیل ترجمہ امام علی رضا کے لکھتے ہیں انکے موالی سے
معروف کرخی استاذ سری سقطی ہیں کیونکہ وہ اسلام لائے
آپکے ہاتھ پر اور انکا قول کہ یہ بالاتفاق اس فن کے
اہل معرفت باطل ہے وہ سب اسپر متفق ہیں کہ حسن علی کے
ساتھ مجتمع نہیں ہوئے سبحان اللہ یہ کیسا بڑا بہتان ہے
حالانکہ دو امام معرفت رجال سے مثل علی بن مدینی استاد
امام بخاری و ابو زرعہ رازی استاذ امام مسلم کے یہ بات ذکر ہو چکی
کہ حسن نے علی کو مدینہ طیبہ میں دیکھا ہے معہ بخاری کی قوی روایت اور
ابو یعلی موصلی کی صریح صحیح روایت کے اونسے سماع کی اور حافظ ابو نعیم
کی روایت سے جو ابن تیمیہ کے مستند بل معتمد ہیں گذرنے سے سماع حسن کا
علی سے صراحۃ مذکور ہوا اور انکے سوا اور بھی اگر ابن تیمیہ انصاف
سے مزین ہوتے اور تعصب اور اعتساف سے
خالی تو ائمہ حفاظ آفاق کے اتفاق کو نقل کرتے
جس اتفاق پر اتفاق کیا ہو بس انکا یہ قول مثل احادیث
مسندہ موجودہ کتب معتبرہ مشہورہ کے رد کرنے کے ہے
جو احادیث کے موضوع کہکر اوڑا دیتے ہیں چنانچہ
اس کتاب میں بھی موالاۃ والی حدیث کو
ایسا ہی لکھا ہے جسکو ترمذی اور احمد نے
اپنی مسند میں نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے

قد رواه الترمذی واحمد فی مسنده عن النبی
صلی الله علیه وآله وسلم انه قال من کنت
مولاه فعلی مولاه والزیادة وهی قوله اللهم
وال من والاه وعاد من عاداه الی آخره ولا ریب
انه کذب نقل الاثرم فی سننه عن الامام احمد
ان العباس سأله عن حسین الاشقر وانه حدث
بحدیثین فذکر احدهما قال والآخر اللهم وال
من والاه وعاد من عاداه فانکره ابو عبد الله
جدا ولم یشک فی ان هذین الحدیثین کذب انتهی
وقد رواه الامام احمد فی مسنده مع شرطه فیه
قال الشیخ المحقق ابن الحجر المکی فی الصواعق
المحرقة فی رد الشبهة الحادی عشر من الخمس
وجواب هذه الشبهة التی هی اقوی شبههم
یحتاج الی مقدمة وهی بیان الحدیث ومخرجیه
وبیان انه حدیث صحیح لا مریة فیه وقد اخرجه
جماعة کالترمذی والنسائی واحمد وطرقه
کثیرة جدا ومن ثم رواه ستة عشر صحابیا
وفی روایة لاحمد انه سمعه من النبی صلی الله
علیه وآله وسلم ثلثون صحابیا وشهدوا به
لعلی رضی الله عنه لما نوزع فی ایام خلافته
وکثیر من اسانیدها صحاح وحسان ولا التفات

روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا جسکے ہم مولا ہین
اوسکے علی بھی مولا ہین اور زیادت والی کہ جسمین
یہ اضافہ ہے کہ اے اللہ تو والی ہو جو اسکو
دوست رکھے اور دوستی رکھ جو اوس سے دشمنی
رکھے آخر تک) کہ کوئی شک اسمین نہین ہے کہ یہ جھوٹی
حدیث ہے اور اثرم نے اپنے سنن مین امام حنبل سے
نقل کیا ہے کہ عباس نے حسین اشقر کی حدیث کی
بابت سوال کیا کہ وہ دو حدیث روایت کرتا ہے ایک کو
جب بیان کیا تو امام نے دوسرے کو پوچھا کہا اے اللہ
ولی ہو جو اسکو دوست رکھے اور دشمن ہو اوسکا جو
اس سے دشمنی کرے تو امام احمد نے ایکدم اسکا انکار کیا
اور اس مین کچھ بھی شک نہین ہے کہ یہ جھوٹی حدیث ہے
کلام ابن تیمیہ اور تحقیق اسکی امام احمد نے مسند مین باوجود
اس شرط کے کہ موضوع حدیث نہین لاینگے روایت
کیا ہے کہا شیخ المحقق ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ کے
رافضی کے گیارہوین شبہہ کے رد مین کہ اس شبہہ کا جواب
جو نہایت قوی شبہہ ہے ایک مقدمہ کیطرف محتاج ہے
حدیث کا بیان اور اوسکے مخرج کا حال
بیان کہ یہ صحیح حدیث ہے اس مین کچھ بھی شک نہین ہے
ایک جماعت نے مثل ترمذی و نسائی و احمد کے روایت کیا ہے
اور اسکے طرق بہت کثرت سے ہین اسکو سولہ صحابہ نے

لمن قدح فی صحته ولا لمن رد بان
علیا کان بالیمن لثبوت رجوعه منها
وادراکه الحج مع النبی صلی الله علیه
واله وسلم وقول بعضهم ان زیادة
اللهم وال من والاه الخ موضوعة
مردودة فقد ورد ذلک من طرق
صححه الذهبی کثیرا منها وقوله وهکذا
رواه اهل الصحیح ای لم یرووا حدیثه
عنه بلا واسطة اصلا فان اراد بالصحیح
الصحیح المجرد الذی التزم اهله الصحة
کصحیح البخاری ومسلم وابی عوانه
وابن خزیمة والعقیلی والاسمعیلی
وابن الجارود وابن حبان والدارقطنی
وابی نعیم وابن السکن وابی ذر الهروی
والحاکم والضیاء وغیرها من المستخرجات
والمستدرکات فلا یصح الحصر بالاطلاق
لوجود حدیث الحسن عن علی المرتضی
کرم الله تعالی وجهه بلا واسطة فی الاخیرین
وانه لا ینحصر الصحیح فی الاولین
وان اراد ما کان غالبه الصحیح فایضا
هو غیر صحیح لوجوده فی الترمذی و

روایت کیا ہے اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ
اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیس صحابہ نے
روایت کی اور حضرت علی کے سامنے اسکی شہادت دی
جبکہ خلافت کے زمانہ میں اونکے ساتھ جھگڑا ہوا تھا اور بہتیرے
اسکی اسناد صحیح اور حسن ہیں اور جسنے اسکی صحت میں
قدح کی ہے وہ التفات کے قابل نہیں ہے اور نہ اوسکا قول
جسنے یہہ کہکر رد کیا ہے کہ علی یمن میں تھے کیونکہ اونکے
یمن سے آنے کی اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ حج میں
ملنے کا ثبوت ہے اور بعض کا یہہ قول کہ زیادتی اللھم
وال من والاہ الخ موضوع ہے سو یہہ کہنا بھی مردود ہے
کیونکہ یہہ بھی طرق کثیرہ سے مروی ہے جن میں سے اکثر
کی تصحیح ذہبی نے کی ہے انتہی قولہ اور ایسا ہی اہل صحیح نے
روایت کی ہے یعنی بلا واسطہ اونسے انکی حدیث کو ہرگز روایت
نہیں کی پس اگر صحیح سے صحیح مجرد جسکا ملتزمین صحت نے مثل بخاری و
مسلم و ابو عوانہ و ابن خزیمہ و عقیلی و اسمعیلی و ابن جارود
و ابن حبان و دارقطنی و ابو نعیم و ابن السکن و ابوذر
ہروی و حاکم و ضیاء مقدسی وغیرہ کے مستخرجات و
مستدرکات سے مراد ہے تو یہہ علی الاطلاق حصر صحیح
نہیں ہے کیونکہ بلا واسطہ حدیث حسن کا علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ سے اخیرین میں موجود ہے اور دونوں پہلی (بخاری و مسلم)
میں صحیح کا انحصار نہیں ہے اور اگر صحیح سے اکثر صحیح

والنسائی علی انه لو لم یروه اهل الصحیح لم یلزم
عدم صحته قط لانهم لم یلتزموا استیعاب
الصحاح لعدم امکانه **قوله** والحسن فی زمنه
صبی من الصبیان ای ما کان فی سن یاخذ
عنه وهذا عجیب منه لان سنه فی زمنه کرم الله
وجهه علی ما اعترف به ینیف علی خمس عشرة سنة
ولا ریب فی صحة السماع فی سن خمس عند الائمة
احمد والبخاری ومسلم وجمهور ائمة الحدیث
ویالیت شعری ما وجه ان الحدیث الذی رواه
الحسن عن عثمان رضی الله عنه فی صغره قبل
خلافة علی المرتضی یکون صحیحا معتمدا علیه
اتفاقا والحدیث الذی رواه عن علی رضی الله
عنه لا یصح سماعا بسبب صباه **قوله** لا یعرف
لانه ذکر سبحان الله لیت لا یعرف ولا یکون له
ذکر وقد تربی فی حجر ام المؤمنین ام سلمة رضی الله
عنها وشرب لبنها وکان فی بیتها وقد حنکه
قال الذهبی فی تذهیب التهذیب ۱۲ شرح
امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه بیده وکانت
ام سلمة تخرجه الی اصحاب رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم فکانوا یدعون له واخرجته
الی عمر رضی الله عنه فدعا له اللهم
فقهه فی الدین وحببه الی الناس

مراد ہے تو یہہ بھی غیر صحیح ہے بسبب پائے جانے انکی روایتون
کے ترمذی ونسائی مین علاوہ اسکے اگر اہل صحیح اسکو روایت
کرتے تو عدم صحت کا اسکے کبھی لزوم نہ ہوتا کیونکہ انہوں نے
صحیح روایتون کے احاطہ کا بوجہ انکی مقدور سے باہر ہونیکی التزام
نہین کیا ہے **قولہ** اور حسن اوس زمانہ مین محض بچہ تھے یعنی اس
قابل نہین تھے کہ اونسے کچھ حاصل کرتے ہیں یہ اونسے تعجب ہے
کیونکہ ونکا سن علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ مین کچھ اوپر پندرہ
برس کا تھا اور اس مین کچھ شک نہین ہو کہ سماع کی صحت
امام احمد وبخاری ومسلم وجمہور ائمہ حدیث کے نزدیک پانچ
برس سے ہے اور کیا افسوس کیا وجہ ہو کہ جس روایت کو حسن عثمان
سے قبل خلافت علی کے بحالت صغر سن روایت کرین تو وہ
بالاتفاق صحیح ومعتبر ہو اور جس حدیث کو علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرین وہ بسبب انکی کم سنی کے سماعا صحیح نہ ہو **قولہ** اونکی وقعت
حسن کا کچھ تذکرہ نہ تھا اور کوئی جانتا نہ تھا سبحان اللہ کیونکر
لوگ نہین جانتے تھے اور کچھ انکا ذکر نہ کرتے تھے حالانکہ گود مین
ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پلے اور انکا دودھ پیا اور جبکہ انکی
ماں کسی کام کو باہر جاتی تہین) اور رہے آپ کے گھر مین تھے اور حضرت عمر
امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ مبارک سے انکی تحنیک کی یعنی خرما
تبرکا چبا کر انکو تالو مین لگایا اور ام سلمہ صحابہ کیطرف بہجا کرتی تہین اور وہ
لوگ انکو دعا دیتے تھے اور ایک روز حضرت عمر کے پاس لیگئین تو
آپنے یہ دعا دی کہ یا اللہ اسکو دین کا عالم بنا اور لوگون میں پیارا کر

وكان يحضر الجماعات والجمع والاعياد في
في زمن عثمان رضي الله عنه وقد سمع منه
وحفظ خطبه وقال ابن حاتم محمد بن حبان
بن احمد التميمي البستي غفر الله له في الثقات
في ترجمة الحسن البصري ما شافه بدريا
قط الا عثمان وعثمان لم يشهد بدرا
وتبين بعض ما كتب في حق الناس سوى
الحسن ليقاس ما كتب في حقه رضي الله عنه
قال غفر الله تعالى له في ترجمة يونس عبيد
البصري يروي عن الحسن وابن سيرين و
لم يسمع من الحسن شيئا انتهى وقد اخرج
اهل الصحيح وغيرهم ليونس عن الحسن
روايات كثيرة صريحة في سماعه منه
وقال الحافظ جمال الدين المزي في التهذيب
قال عثمان الدارمي قلت ليحيى بن معين
يونس بن عبيد احب اليك في الحسن او
حميد يعني الطويل فقال كلاهما وقال
علي بن المديني يونس بن عبيد اثبت في
الحسن من قتادة لان يونس من اصحاب
الحسن وقتادة ليس من اقران يونس و
قال في ترجمة خير التابعين اويس القرني

کتاب الثقات ابن حبان

تہذیب الکمال مزی

اور تھے جمعہ و جماعت و عید مین زمانہ مین عثمان رضی
اللہ عنہ کے حاضر ہوتے اور اونسے سنا اور اونکے
خطبہ کو یاد کیا رہا جیسا کہ ذہبی نے تہذیب مین
و خطیب نے اسماء رجال مین و غیرہما نے غیرہا لکھتے ہین
اور امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد تمیمی بستی غفر اللہ لہ
نے کتاب الثقات مین بذیل ترجمہ حسن بصری کے لکھتے ہین
نہین دیکھا بدری کو سوائے عثمان کے اور حال یہ ہے
کہ عثمان بدر مین حاضر ہی نہین ہوئے تھے اب ہم بعض
اون کلام کو نقل کرتے ہین جو حسن کے سوا اور لوگون کے
حق مین ابن حبان نے لکھا ہے تا اسپر قیاس کیا جاوے
جو اونھون نے حسن کے باب مین لکھا ہے کہا ہے اللہ اونکو
بخشے یونس بن عبید بصری کے ترجمہ مین کہ وہ حسن
و ابن سیرین سے روایت کرتے ہین مگر حسن سے کچھ بھی
نہین سنا انتہے حالانکہ اہل صحیح وغیرہم یونس کی
کی روایتین حسن سے جس مین اونھون نے صراحۃ سماع بھی
مذکور ہے بکثرت روایت کرتے ہین اور حافظ جمال الدین
مزی تہذیب مین لکھتے ہین کہ عثمان دارمی نے کہا کہ مینے
یحیے بن معین سے پوچھا کہ یونس بن عبید آپکے نزدیک
بہتر ہے حسن کی روایت مین یا حمید طویل انسے کہا
کہ دونون بہتر ہین اور علی بن مدینی نے کہا کہ یونس
بن عبید زیادہ ثابت ہے روایت مین بہ نسبت

رضی الله عنه وقد كان بعض اصحابنا
ينكرون كونه فی الدنيا فسبحان الله يا عجبا
لاصحابنا الذين حمل عنهم العلم او لم يروا
صحيح مسلم النيسابوری ايضا حيث روی
عمر رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله
عليه واله وسلم قال ان رجلا يأتيكم من
اليمن يقال له اويس لا يدع باليمن غير
ام له قد كان به بياض فدعا الله فاذهبه
الا موضع الدينار او الدرهم فمن لقيه
منكم فليستغفر لكم وفی رواية قال
انی سمعت رسول الله صلی الله عليه واله
وسلم يقول ان خير التابعين رجلا
يقال له اويس وله والدة وكان به بياض
فمروه فليستغفر لكم

خاتمه

نورد فيها احاديث تبركا وذكری جامع
الترغيب والترهيب للحافظ زكی الدين
عبد العظيم المصری عن جابر رضی
الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله
عليه واله وسلم العلم علمان علم
فی القلب فذلك العلم النافع وعلم علی
اللسان فذلك حجة الله علی ابن ادم

قتادہ کے کیونکہ یونس اصحاب حسن سے ہی اور قتادہ اور
یونس سے نہیں ہی اور مری نے ترجمہ میں خیر التابعین
اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے کہا کہ ہمارے بعض اصحاب انکے
دنیا میں رہنے کا انکار کرتے ہیں سبحان اللہ وائے تعجب
اونکے اصحاب پر باوجود عالم ہونے کے کیا صحیح مسلم نیشاپوری کو
بھی نہیں دیکھا جس میں عمر رضے اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بیشک ایک شخص یمن سے تمہارے پاس
اویگا اوسکو اویس کہتے ہیں ماں کی خدمت کیوجہ یمن کو نہیں چھوڑتا
اوسکے بدن میں سفیدی تھی سو خدا سے دعا کیا تو اللہ نے دور کر دیا
صرف درہم دینار برابر رہگیا ہے پس جو شخص تم میں سے اونسے ملے
چاہیے کہ اپنے لوگوں کے لیے بخشش کی مانگے اور ایک روایت میں ہے
کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ
تابعین کا بہتر شخص ایک آدمی ہے اوسکو اویس کہتے ہیں اونکی ماں ہے
اور اوسکو سفیدی تھی اوس سے جاکر کہا کہ تمھارے لیے بخشش کی مانگیں

خاتمہ

اب ہم لگاوینگے چند احادیث جامع الترغیب والترہیب حافظ
زکی الدین عبد العظیم مصری (منذری) سے نقل کرتے ہیں حضرت
جابر رضے اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دو طرح کا علم ہے اول علم دل ہے
پس وہ علم نافع ہے دوم علم زبان پر پس اللہ کی حجت ہے آدمی
پر اسکو حافظ ابوبکر خطیب نے بسند حسن اپنی تاریخ میں اور
ابن عبد البر نے بکتاب العلم بسند حسن سے روایت کیا

رواه الحاکم ابو بکر الخطیب فی تاریخه باسناد
ورواه ابن عبد البر النمری فی کتاب العلم عن
الحسن مرسلا باسناد صحیح وعن انس رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
العلم علمان فعلم ثابت فی القلب فذلک
العلم النافع وعلم فی اللسان فذلک حجة الله
علی عباده رواه ابو منصور الدیلمی فی مسند
الفردوس وابو نعیم الاصبهانی فی کتابه ورواه البیهقی
(ای ابو نعیم فی حلیة الاولیاء ۱۲ شرح)
عن فضیل بن عیاض من قوله غیر مرفوع
وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم ان من العلم کهیئة
(وهو علم الباطن ۱۲ ش)
المکنون لا یعلمه الا العلماء بالله عز وجل
(وهم الصوفية ...)
فاذا نطقوا به لا ینکره الا اهل العزة بالله عز
(وهم المتفقهة المتقشفة ۱۲)
وجل رواه ابو منصور الدیلمی فی المسند الفردوس
وابو عبد الرحمن السلمی فی اربعینه فی التصوف
وقال الشیخ الجامع بین الحدیث والتصوف
شهاب الدین السهروردی فی العوارف حدثنا
شیخنا ابو النجیب السهروردی قال اخبرنا الرئیس
ابو علی بن نبهان قال انا الحسن بن شاذان قال
انا دعلج بن احمد قال انا ابو عبید القاسم بن سلام
قال ثنا حجاج عن حماد بن سلمة عن علی بن زید

بسند صحیح روایت کی ہے اور انس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ علم دو قسم کا ہے ایک تو دل مین ہے اور وہی
نفع دینے والا علم ہے اور ایک علم زبان مین ہے پس یہ اللہ
کی حجت ہے بندون پر اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس
مین اور ابو نعیم اصفہانی حلیہ مین روایت کیا ہے
اور بیہقی نے غیر مرفوع فضیل بن عیاض کے قول سے
اسکو روایت کیا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ بیشک بعض علم سے مثل ڈھکنون کے ہین (اوسکو
علم باطن کہتے ہین) اسکو علماء باللہ عز وجل کے سوا دوسرے
نہین جانتے جب وہ اسکو بولتے ہین تو وہ کہ فقہا انکار
کرتے ہین اسکو دیلمی نے مسند الفردوس مین اور عبد الرحمن سلمی
نے اربعین تصوف مین روایت کیا ہے اور شیخ جامع
بین الحدیث والتصوف امام شہاب الدین سہروردی
نے عوارف مین کہا ہے کہ ہم سے ابو النجیب سہروردی
نے حدیث بیان کی کہا کہ ابو علی نبہان رئیس نے خبر دی
کہا کہ ہمکو حسن بن شاذان نے خبر دی کہا کہ ہمکو دعلج بن
احمد نے خبر دی کہا کہ ہمکو ابو عبید قاسم بن سلام نے
خبر دی کہا کہ ہم سے حجاج نے حدیث بیان کی وہ روایت
کرتے ہین حماد بن سلمہ سے وہ روایت کرتے ہین علی بن زید سے

ن الحسن يرفعه النبي صلى الله عليه وآله
وسلم قال ما نزل من القرآن آية الا
لها ظهر وبطن ولكل حرف حد ولكل
حد مطلع فقلت يا ابا سعيد ما المطلع
قال قوم يعملون به وقال المحدث المستقيم
الشيخ ابرهيم الكردي في مطلع الجود
بتحقيق التنزيه في وحدة الوجود اخبرنا
شيخنا العارف بالله صفي الدين احمد
بن محمد المدني قدس سره بسنده الى الطبراني
قال حدثنا جعفر بن محمد بن ماجد البغدادي
نا محمد بن علي بن الحسن بن شقيق المروزي
نا ابرهيم بن الاشعث الخراساني صاحب الفضيل
بن عياض عن الفضيل بن عياض عن هشام بن حسان
عن الحسن عن عمران بن حصين قال قال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من انقطع
الى الله كفاه الله كل مؤنة ورزقه
من حيث لا يحتسب ومن انقطع الى الدنيا
وكله الله اليها اللهم انا نسألك بشفيع
المذنبين خاتم النبيين وآله الطاهرين
واصحابه الطيبين وابناء الصادقين
وعباد الله الصالحين ايمانا

اونھون نے حسن سے مرفوع کر کے روایت کی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ قرآن میں کوئی
ایسی آیت نہیں ہے کہ اوسکے ایک معنے ظاہری
وایک باطنی ہو اور ہر حرف کے لیئے ایک حد اور
ہر حد کیلیئے مطلع نہ ہو پس مین نے کہا کہ ای ابا سعید
مطلع کیا ہے کہا کہ جسپر قوم عمل کرین آور محدث مستقیم
شیخ ابراہیم کردی نے مطلع الجود بتحقیق التنزیہ
فی وحدۃ الوجود مین کہا کہ ہمکو ہمارے شیخ عارف
باللہ صفی الدین احمد بن محمد مدنی قدس سرہ نے اپنی
سند سے طبرانی تک کہا اور طبرانی نے کہا کہ ہمکو جعفر
بن محمد بن ماجد بغدادی نے حدیث کی کہا کہ ہمکو
محمد بن علی بن حسن بن شقیق مروزی نے حدیث کی اور
کہا کہ ہمسے ابراہیم بن اشعث خراسانی نے حدیث بیان کی جو
فضیل بن عیاض کے شاگرد ہین فضیل بن عیاض سے اونھون نے ہشام
بن حسان سے اونھون نے حسن سے اونھون نے عمران بن
حصین سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کیطرف سب سے منقطع
ہو کر ہو رہا اللہ اوسکی ہر چیز میں مدد کریگا اور اوسکو ایسی
جگہ سے روزی دیگا جہان سے گمان نہیں رکھتا اور جو شخص
اللہ سے منقطع ہو کر دنیا کیطرف رجوع کرتا ہے اسکو
دنیا کیطرف چھوڑ دیگا اے اللہ برکت شفیع المذنبین خاتم النبیین

دائما واسلاما قائما واحسانا نامیة
وعینا باکیة وخدا رطبا فی حبك
وحب حبیبك والنجاة من فتنة
المحیا والممات والشهادة فی سبیلك
وفی بلد رسولك انك علی کل
شئ قدیر وبالاجابة جدیر
وصل علی خیر خلقك محمد
واله واصحابه واتباعه
واحبابه اجمعین

اور آپکے آل طاہرین اور آپکے اصحاب طیبین اور آپکے
سچے پیروی کرنیوالے اور اپنے بندے صالحین ہم تجھسے
ایمان دائمی و اسلام مضبوط و اخلاص کی زیادتی اور
آنکھ رونیوالی اور رخسارہ تر تیری اور تیرے حبیب کی
محبت میں اور نجات فتنہ سے زندگانی و موت کی
اور شہادت تیرے رستہ میں اور تیرے رسول کے شہر میں
مانگتے ہیں تو ہر چیز پر قادر ہے اور قبول کرنے پر جیسے
ہے اے اللہ درود بھیج اپنے بہتر مخلوقات محمد پر اور
انکے آل و اصحاب و احباب و اتباع سب پر

تمت بعون الملك العزیز العلام

البرّة فی اتحاف الفرقة بوصل الخرقة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اتحاف الفرقة بوصل الخرقة

الحمد لله رب العالمین والصلوة
والسلام علی سیدنا محمد واله وصحبه
اجمعین مسألة انکر جماعة من الحفاظ
سماع الحسن البصری من علی بن ابی طالب

البرّة

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ و
السلام علی سیدنا محمد واله وصحبه
اجمعین مسئلہ حفاظ کی ایک جماعت نے
انکار کیا ہے حسن بصری کا سماع علی بن ابیطالب سے

وتمسك بهذا بعض المتأخرين فحدث به في طريق
لبس الخرقة واثبته جماعة وهو الراجح عندي لوجوه
وقد رجحه ايضا الحافظ ضياء الدين المقدسي في المختارة
فانه قال قال الحسن بن ابي الحسن البصري عن علي
وقيل لم يسمع منه وتبعه على هذه العبارة الحافظ
ابن حجر في اطراف المختارة **الوجه الاول** ان
العلماء ذكروا في الاصول في وجوه الترجيح ان المثبت
مقدم على النافي لان معه زيادة علم **الوجه الثاني**
ان الحسن ولد لسنتين بقيتا من خلافة عمر رضي
باتفاق وكانت امه خيرة مولاة ام سلمة رضي الله
عنها وكانت ام سلمة تخرجه الى الصحابة يباركون
عليه واخرجته الى عمر فدعا له اللهم فقهه في
الدين وحببه الى الناس ذكره الحافظ جمال الدين
المزي في التهذيب واخرجه العسكري في كتاب
المواعظ بسنده وذكر المزي انه حضر يوم الدار
وله اربع عشرة سنة ومن المعلوم انه منذ ميز
وبلغ سبع سنين امر بالصلاة فكان يحضر
الجماعة ويصلي خلف عثمان الى ان قتل عثمان
وعلي اذ ذاك بالمدينة فانه لم يخرج منها
الى الكوفة الا بعد قتل عثمان فكيف يستنكر
سماعه منه وهو كل يوم يجتمع به في المسجد

اور اسیکے ساتھ بعض متاخرین نے تمسک کرکے طریق خرقت
کے خرقہ پہننے میں کلام کیا اور ایک جماعت نے اسکو ثابت
کیا اور ثبوت ہی میرے نزدیک بھی چند وجوہوں سے ترجیح ہی اور
اسکی ترجیح حافظ ضیاء الدین مقدسی نے بھی مختارہ میں کی ہے
پس انھوں نے کہا کہ حسن بن ابی الحسن نے علی سے سنا ہے اور
روایت کی ہے اور کہا گیا ہے کہ انھوں نے علی سے نہیں سنا اسپر حافظ
ابن حجر نے اطراف المختارہ میں تعاقب بھی کیا ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ
اصول میں درباره ترجیح کے علما نے ذکر کیا ہے کہ ثبوت نفی پر
مقدم ہوتا ہے کیونکہ ثبوت سے زیادتی علم کی متصور ہے دوسری وجہ
یہ ہے کہ جب حضرت عمر کی خلافت میں دو برس باقی رہ گیا
تو بالاتفاق محدثین حسن پیدا ہوئے تھے اور انکی ماں کا نام
خیرہ ہے جو لونڈی آزاد شدہ حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کی تھیں اور حضرت ام سلمہ صحابہ کے پاس لیجایا کرتی تھیں اور وہ
لوگ انکو برکت کی دعا دیتے تھے اور ایک روز حضرت عمر کے پاس لیگئیں
انھوں نے یہ دعا دیا یا اللہ اسکو دین کا عالم بنا اور لوگوں میں
محبوب رکھ اسکو حافظ جمال الدین مزی نے تہذیب میں ذکر کیا
اور عسکری نے بھی کتاب المواعظ میں اپنی سند سے ذکر کیا اور مزی نے
ذکر کیا کہ وہ واقعہ شہادت حضرت عثمان میں حاضر تھے اور اس وقت
انکی عمر چودہ ۱۴ برس کی تھی اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب وہ
تمیز ہوا اور سات برس کی عمر ہوئی تو نماز کیلئے حکم کئے گئے
جیسا کہ اسلامی قانون میں ہے کہ ساتویں برس لڑکے کو

خمس سنین حین نہض الی ان بلغ اربع عشر سنة و زیادة علی ذلک ان علیا کان یزور امہات المومنین و منہن ام سلمة و الحسن فی بیتہا ہو و امہ الوجه الثالث انه ورد عن الحسن ما یدل علی سماعه منه اورد المزی فی التہذیب من طریق ابی نعیم قال حدثنا ابو القاسم عبد الرحمن بن العباس انا عبد الرحمن بن زکریا ثنا حدثنا ابو حنیفة بن حنیفة الواسطی حدثنا محمد بن موسی الجرشی حدثنا ثمامة بن عبیدة ثنا عطیة بن محارب عن یوسف بن عبیدة قال سالت الحسن قلت یا ابا سعید انک تقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وانک لم تدرکه قال یا ابن اخی لقد سألتنی عن شیء ما سألنی عنه احد قبلک ولولا منزلتک منی ما اخبرتک انی فی زمان کما تری وکان فی عمل الحجاج کل شیء سمعتنی اقول قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فہو عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا ذکر ما وقع لنا من روایة الحسن عن علی قال احمد فی مسنده حدثنا ہشیم اخبرنا یونس عن الحسن عن علی رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول رفع القلم عن ثلاثة عن الصغیر حتی یبلغ وعن النائم حتی یستیقظ وعن المصاب

نماز پڑھا و نسی جماعت میں حاضر ہوتا اور حضرت عثمان کے پیچھے اونکے قتل تک برابر نماز پڑھا کرتا اور حضرت علی بھی اوس زمانہ تک مدینہ ہی میں تھے کیونکہ وہ کوفہ میں بعد قتل حضرت عثمان کے گئے ہیں تس کیونکر انکی سماع کا اونسے انکار ہو سکتا ہے حالانکہ سن تمیز مذکورہ سے چودہ برس تک بلکہ کچھ اور زیادہ برابر دن رات میں پانچ وقت مسجد میں جمع ہوتے تھے علاوہ اسکے حضرت علی امہات المومنین کی زیارت کو بھی جایا کرتے تھے انہیں میں حضرت ام سلمہ ہیں اور حسن بصری اور انکی ماں بھی اوسی گھر میں تھیں تیسری وجہ یہ ہے کہ بالتصریح انسے سماع کی روایتیں مروی ہیں مزی تہذیب میں ابو نعیم کے طریق سے لائے ہیں کہا کہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عباس نے ہمسے بیان کی کہا کہ ہمسے عبد الرحمن بن زکریا نے بیان کی کہا کہ ہمسے ابو حنیفہ محمد بن حنیفہ واسطی نے بیان کیا کہا کہ ہمسے محمد بن موسے جرشی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ثمامہ بن عبیدہ نے بیان کیا کہا کہ ہمسے عطیہ بن محارب نے بیان کیا اونھوں نے یوسف بن عبیدہ سے روایت کی وہ کہے کہا کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ اے ابو سعید آپکو یہ پہونچا ہے کہ کہتے ہیں رسول الله صلے الله علیه وسلم نے فرمایا حالانکہ آپنے اونکے زمانہ کو نہیں پایا فرمایا کہ اے میرے بھتیجے تو نے ایسی چیز پوچھی ہے کہ تجھسے پیشتر کسی نے ہمسے نہیں پوچھا اگر تیری قدر ہمکو نہ ہوتی تو ہم نہ بتلاتے تو دیکھتا ہے کہ ہم کس زمانہ میں ہیں یعنی وہ حجاج کے زمانہ میں

حتیٰ یکشف عنہ اخرجہ الترمذی وحسنہ و
النسائی والحاکم وصححہ والضیاء المقدسی فی المختارۃ
قال الحافظ زین الدین العراقی فی شرح الترمذی
عند الکلام علی ھذا الحدیث قال علی بن المدینی الحسن
رای علیا بالمدینۃ وھو غلام وقال ابو زرعۃ کان
الحسن البصری یوم بویع لعلی ابن اربع عشرۃ سنۃ
ورای علیا بالمدینۃ ثم خرج الی الکوفۃ
والبصرۃ ولم یلقہ الحسن بعد ذلک وقال
الحسن رایت الزبیر بایع علیا انتہی قلت وفی
ھذا القدر کفایۃ ویحمل قول النافی علی ما
بعد خروج علی من المدینۃ وقال النسائی حدثنا
الحسن بن احمد بن حبیب حدثنا شاذ بن فیاض عن
عمر بن ابرھیم عن قتادۃ عن الحسن عن علی ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال افطر الحاجم
والمحجوم وقال الطحاوی حدثنا نصر بن مرزوق
حدثنا الخطیب حدثنا حماد بن سلمۃ عن قتادۃ
عن الحسن عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا کان فی الرھن فضل فان اصابتہ
فہو بما فیہ الحدیث وقال الدارقطنی حدثنا
احمد بن محمد بن عبد اللہ بن زیاد القطان حدثنا
الحسن بن مسیب العمری قال سمعت محمد بن

ہمسے حسن روایت میں یون ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اوسکو حسن نے علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے
اگر ہمکو قدرت نہیں ہے کہ اونکے نام کو ذکر کرین ذکر حسن کی روایتوں میں
علی کرم اللہ وجہہ سے امام احمد نے اپنی مسند مین کہا کہ ہمسے
ہشیم نے حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہمکو یونس نے خبر دی حسن سے اونھون
نے علی رضی اللہ عنہ سے علی نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
کو فرماتے سنا ہے کہ تین شخص مرفوع القلم ہین لڑکا یہانتک کہ جوان ہو اور
سویا ہوا یہانتک کہ جاگے اور مصیبت زدہ یہانتک کہ وہ اوس سے دور ہو
اسکو ترمذی نے نکالا اور حسن کہا اور نسائی اور حاکم نے اسکو صحیح کہا اور ضیا
مقدسی نے بھی اسکو مختارہ مین روایت کی اور حافظ زین الدین عراقی نے شرح
ترمذی میں اس حدیث کی تحت مین لکھا ہے کہ علی بن مدینی نے کہا کہ حسن نے
علی کو مدینہ مین لڑکپن مین دیکھا ہے اور ابو زرعہ نے کہا کہ حضرت علی کی بیعت
روز حسن بصری چودہ برس کے تھے اور علی کو مدینہ مین دیکھا ہے اسکے بعد علی کوفہ
و بصرہ کیطرف گئے اوسکے بعد حسن سے ملاقات نہین ہوئی اور حسن نے کہا کہ ہمنے
زبیر کو علی سے بیعت کرتے دیکھا ہے انتہے مین کہتا ہون کہ اسقدر کافی دلیل
ہے اور جو انکار کرتے ہین انکا قول محمول کیا جاویگا حضرت علی کے مدینے
سے نکلنے کے بعد پر یعنی مدینہ سے کوفہ چلے جانیکے بعد حسن سے لقا و سماع
نہین کی حالانکہ قصاص و عطیہ ناسخ و منسوخ نہ جاننے والوں کو لکھا ہے
اور حسن کو نہ لکھا انکے بعد کی ملاقات کو بھی ایک امر مین مشعر ہے واللہ اعلم
اور نسائی نے کہا کہ ہمسے حدیث کی حسن بن احمد بن حبیب نے اونسے
کہا کہ ہمسے حدیث کی شاذ بن فیاض نے عمر بن ابراہیم سے اونھون نے قتادہ سے

اقول حمل ھذا
لقاء الحسن فی
ھکونہ صبیا
وان کان المراد
فیہما صبیا
فہو یتحقق ایضا
ففی البصرۃ فقط
فھذا الحمل
غیر صحیح
الواقعۃ التی
فی خروج القضاء
والاعطیات
ھمیلۃ یعلمون
الناسخ من المنسوخ
ومن جامع المعتبر
ثابت تعلموہ
جاہلہ من العلماء
ولم یعرج الحسن
فیہ قلب القضاء
الا ان لم یعرفہ
وایۃ اعلم
فقیر ابو الحسنات
محمد عبد الحی
اللکنوی
عفی عنہ
والدیہ
الباری

صدران السلمي حدثنا عبدالله بن ميمون
المزني حدثنا عوف عن الحسن عن علي رضي الله عنه
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي يا علي قد جعلنا
اليك هذه السبقة بين الناس وقال الدارقطني
حدثنا علي بن عبدالله بن بشر حدثنا احمد بن
سنان حدثنا يزيد بن هارون انا خبرنا حميد الطويل
عن الحسن قال قال علي رضي الله عنه ان وسع الله عليكم
فاجعلوا صاعا من بر يعني زكوة الفطر
قال الدارقطني حدثنا عبدالله بن محمد
بن عبدالعزيز حدثنا داؤد بن رشيد حدثنا
ابو حفص الابار عن عطاء بن السائب عن الحسن
عن علي رضي الله عنه قال الخلية والبرية والبتة
والحرام والبائن ثلاث لا تحل له حتى تنكح
زوجا غيره وقال الطحاوي حدثنا ابن
مرزوق حدثنا عمرو بن ابي رزين حدثنا
شاور بن حماد عن الحسن عن علي رضي الله عنه
قال ليس في مس الذكر وضوء وقال ابو نعيم
في الحلية حدثنا عبدالله بن محمد حدثنا
هناد حدثنا ابن فضيل عن ليث عن الحسن
عن علي رضي الله عنه قال طوبى لكل عبد
نومة عرف الناس ولم يعرفه الناس عرفه الله

اونھون نے حسن سے اونھون نے علی سے روایت کی کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سینگھی لگانیوالے اور لگوانیوالے
کا روزہ ٹوٹ گیا اور طحاوی نے کہا کہ ہمسے نصر بن مرزوق نے
حدیث کی اوسنے کہا کہ ہمسے خطیب نے حدیث بیان کی اوسنے کہا
کہ ہمسے حماد بن سلمہ نے حدیث کی قتادہ سے اونھون نے
حسن سے اونھون نے علی سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب ہم میں فصل ہو پس اوسکو نقصان پہونچے
پس وہ اوسی میں ہے آخر حدیث تک اور دارقطنی نے کہا کہ
ہمسے احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیاد قطان نے حدیث بیان کی کہا کہ
ہمسے حسن بن مسیب بصری نے حدیث بیان کی کہا ہمسے محمد بن
صدران سلمی سے سنا اوسنے کہا کہ عبداللہ بن میمون مزنی نے حدیث
بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے عوف نے حدیث بیان کی اوسنے
حسن سے اوسنے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے علی کو فرمایا کہ اے علی اس گھوڑ دوڑ
کو لوگون میں ہمنے تیری طرف کیا اور دارقطنی نے کہا کہ ہمسے
علی بن عبداللہ بن بشر نے حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے
احمد بن سنان نے بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے یزید بن ہارون
نے حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہمکو حمید طویل نے خبر دی
حسن سے اونھون نے علی سے کہ علی نے کہا کہ اگر اللہ تعالے نے
تملوگون پر کشایش رزق کی کرے تو زکاۃ فطرہ گیہون سے
ایک صاع دیا کرو اور دارقطنی نے کہا کہ ہمسے عبداللہ بن محمد

تعالی برضوانہ اولئک مصابیح الهدی یکشف
الله عنهم کل فتنة وظلمة سیدخلهم الله
فی رحمة منه ضیل (؟) ولئک بالمنابیع البذر و
لا الجفاة المرائین وقال الخطیب فی
تاریخه اخبرنا الحسن بن ابی بکر اخبرنا
ابو سهل احمد بن محمد بن عبد الله بن زیاد
القطان حدثنا محمد بن غالب حدثنا یحیی بن
عمران حدثنا سلیمان بن ارقم عن الحسن عن
علی رضی الله عنه قال کفنت النبی صلی الله
علیه وسلم فی قمیص ابیض وثوبی حبرة
ثم رایت الحافظ بن حجر قال فی تهذیب
التهذیب قال یحیی بن معین لم یسمع
الحسن من علی ابن ابی طالب قیل لم یسمع
من عثمان قال کان یقولون عنه
رأیت عثمان قام خطیبا وقال غیره احد
لم یسمع من علی رضی الله عنه وقد روی
عنه غیر حدیث وکان علی لما خرج
بعد قتل عثمان کان الحسن بالمدینة
ثم قدم البصرة فسکنها الی ان مات
قال الحافظ بن حجر وقع فی مسند
ابی یعلی قال حدثنا جویرة بن اشرس

بن عبد العزیز نے حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہم سے داود بن
رشید نے حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے ابو حفص ابار نے
حدیث بیان کی اوسنے عطار سے روایت کی اوسنے حسن سے
اوسنے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عورت یون کہنے مین کہ تو
ہم سے خالی ہے اور تو ہم سے بری ہے اور تجھ پر طلاق البتہ ہے
اور تجھ پر طلاق بائن ہے تینون طلاق ہو جایگا پھر وہ
عورت جبتک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اوس مرد
کیلئے حلال نہ ہوگی اور طحاوی نے کہا کہ ہم سے
ابن مرزوق نے حدیث بیان کی اوسنے کہا کہ ہم سے عمرو
بن ابی رزین نے بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے شاذ بن حبان نے
بیان کی اوسنے حسن سے روایت کی اوسنے علی رضی اللہ عنہ
سے کہا کہ ستر کے چھونے مین وضو نہین ٹوٹتا ہے اور
ابو نعیم نے حلیة مین کہا کہ ہمسے عبد اللہ بن محمد نے بیان
کی اوسنے کہا کہ ہم سے ابو یحیی رازی نے بیان کی اوسنے
کہا کہ ہمسے ہناد نے بیان کی اوسنے کہا کہ ہم سے ابن فضیل
نے بیان کی اوسنے لیث سے روایت کی اوسنے حسن سے
اوسنے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خوشخبری ہو مومن کے لئے
مبارکباد ہی ہو کہ وہ لوگون کو پہچانتا ہے اور لوگ
اوسکو نہین پہچانتے اوسنے اللہ کو اوسکی رضا کے
ساتھ پہچانا ہے وہ لوگ ہدایت کے چراغ
ہین اونکی وجہ سے اللہ ہر اندھیرے و فتنہ کو دور کرتا ہے

قال اخبرنا عقبة بن ابی الصهباء
الباهلی قال سمعت الحسن يقول
سمعت علیا رض يقول قال رسول الله
صلی الله عليه وسلم مثل امتی مثل
المطر الحديث قال محمد بن الحسن
الصيرفي شيخ شيوخنا هذا نص صريح
في سماع الحسن من علی رضی الله عنه
ورجاله ثقات وحوشرة وثقه
ابن حبان وعقبة وثقه احمد وابن معين
هذا الاخرة والله سبحانه وتعالى
اعلم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

جلد اتنا او نکو بھی رحمت خاص میں ڈھکیگا وہ لوگ کہ
سے کلام کرتے نہیں ہیں مجھ نہ ظالم لوگوں کے دکھلانیکو
کرنیوالے ہیں اور خطیب نے تاریخ میں کہا کہ ہمکو حسن
ابو بکر نے خبر دی اوسنے کہا کہ ہمکو ابو سہل احمد بن محمد بن
عبد اللہ بن زیاد قطان نے خبر دی اوسنے کہا کہ ہمسے محمد بن
غالب نے بیان کیا اوسنے کہا کہ ہمسے یحیی بن عمران نے
کی اوسنے کہا کہ ہمسے سلیمان بن ارقم نے بیان کی اوسنے
حسن سے روایت کی اوسنے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی
علیہ وسلم کو سفید قمیص اور دو حبرہ کے کپڑے میں کفن
پھر حسن نے حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب میں
کہ یحیی بن معین نے کہا کہ حسن نے علی بن ابیطالب سے نہیں
سنا ہے اور کہا گیا ہے کہ عثمان سے بھی نہیں سنا اور کہا کہ لوگ اوسنے نقل کرتے ہیں کہ عثمان کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ
میں نے سنا ہے اور ایک کے سوا (یعنی بہت سے لوگوں نے) کہا کہ علی رضی اللہ عنہ سے حسن نے نہیں سنا حالانکہ اونسے بہت سی حدیثیں
مروی ہیں اور جب علی بعد قتل عثمان کے مدینہ سے نکلے تو حسن مدینہ ہی میں تھے پھر بصرہ آئے اور وہیں سکونت اختیار کی
یہانتک کہ وہیں انتقال کیا حافظ ابن حجر نے یہ بھی کہا کہ مسند ابو یعلے میں یہہ بھی واقع ہوا کہا ابو یعلی
کہ ہمسے حوشرہ اشرشی نے بیان کی اوسنے کہا کہ ہمسے عقبہ بن ابی الصہباء باہلی نے بیان کی اوسنے
کہ میں نے حسن سے کہتے سنا ہے کہ ہمنے علی سے سنا ہے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت
مینہ کے مثال ایسی ہے آخر حدیث تک کہا محمد بن حسن صیرفی نے جو ہمارے شیوخ کے شیخ ہیں کہ یہہ نص صریح
حسن کی سماع میں علی رضی اللہ عنہ سے اور اسکے کل راوی ثقہ ہیں اور حوشرہ کی ابن حبان نے توثیق کی او
عقبہ کو احمد و ابن معین نے ثقہ کہا ہے یہہ اس مسئلہ کا آخر ہے واللہ سبحانہ و تعالی اعلم ولا حو
ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ علامۂ زمن محقق کامل الفن محبی و مشفقی جناب مولانا محمد ظہیر احسن صاحب شوق محدث نیموی عظیم آبادی مولف آثار السنن دام ظلہم

ہے جو فخر الحسن کتاب عجیب
جسکی ہے سطر سطر عقد گہر
یعنی بصری کو ہے علی سے سماع
ترجمہ اوسکا آپ نے لکھا

مایۂ افتخار اہل الفن
جسکا ہے نقطہ نقطہ در عدن
نہیں منکر کو اب ہے جائے سخن
بہر تسہیل فہم اہل زمن
خامۂ شوق نے لکھی تاریخ

فخر اہل کمال فخر الدین
بطریق محدثین کبار
ہیں جو عبد الغفور ماہر دین
ترجمہ وہ کہ جس سے رونق اہل
آب و رنگ کتاب مستحسن
۱۳۲۰ھ

اونکی تالیف نادر و احسن
جسمیں ہے مبحث علی و حسن
جامع علم و فہم و خلق حسن
جیسے ہیں پھول آب و رنگ چمن

اعلان: ہر مسلمان کے پاس ان کتب کا موجود رہنا اور دیکھنا حسنات سے خالی نہیں۔

تبیان حسن الملیح فی وجہ المحمد من المسیح حضور سرور کائنات صلعم کا افضل الانبیا ہونا اور عیسائیون کے مطاعن کے لاجواب جواب۔ قیمت فی جلد ۲ر

تنویر المصابیح فی بیان التراویح آجتک ایسی جامعیت کا رسالہ بیس رکعت کے ثبوت مین نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ۔ اور طرفہ یہ کہ مخالفین کے دلائل کا بالاستیعاب و نہج احسن جواب ہے۔ قیمت ۳ر

رسالہ احکام الزکوٰۃ: ایسی جامعیت کا رسالہ آجتک دیکھا نہیں گیا۔ جزو کل مسائل کا اجتماع ہے۔ قیمت ۲ر

الملمعان لصاحب الفرقان: قرآن مجید کا کلام باری ہونا ایسے ایسے دلائل سے کہ مخالفین اسلام مبہوت ہوگئے ہنوز جواب نہ چل سکا اور اون کے شکوک و شبہات کا جواب۔ قیمت ۲ر

ثبوت جرمانہ: ایک فقہی مسئلہ کا قرآن مجید و احادیث شریفہ سے بین ثبوت قیمت ۱ر

رسالہ اعتکاف: آجتک بزبان اردو ایسے مفید عمل مین کوئی رسالہ شائع نہ ہوا اعتکاف کے کل مسائل کو حاوی ہے دریا کو کوزے مین بند کیا ہے۔ قابل دید ولائق عمل ہے قیمت ۱ر

مجموعہ شعر رسائل مولانا ولایت علی عظیم آبادی۔ نو رسائل کا مجموعہ قابل دید ہے قیمت فی جلد ۱۰ر۔ قیمت ہاے مندرجہ بالا علاوہ محصول ڈاک ہے

یہ کل رسالے جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الغفور صاحب داناپوری واعظ اسلام سے بہ نشان۔ مدرسہ اصلاح المسلمین۔ محلہ سلطان گنج۔ پٹنہ۔ ڈاک خانہ مہندرو ملین گی۔

اشتہار عام

چونکہ رسالہ ہذا بہت ہی کمیاب ہے بکمال عرق ریزی سے بہم پہونچایا گیا ہے۔ اور بڑی محنت وجانفشانی سے اسکی تحشی شرح القول المستحسن وغیرہا سے کی گئی ہے۔ اور مفید مفید حاشیہ فاضل مترجم نے لکھا ہے۔ اور ترجمہ بھی بامحاورہ کیا گیا ہے لہٰذا حق اس کتاب کا معہ تحشی و ترجمہ کے محفوظ ہے۔ کوئی صاحب کسی قسم کا تصرف کر کے بغیر اجازت محشی و مترجم کے اگر چھاپینگے عوض نفع کے قانوناً نقصان اوٹھائینگے۔ ہاں جسقدر نسخے مطلوب ہوں مطبع اخبار الپنچ۔ بانکی پور۔ محلہ چوہٹہ سے خواہ فاضل مترجم جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الغفور صاحب داناپوری واعظ اسلام پٹنہ۔ مدرسہ اصلاح المسلمین سلطان گنج ڈاکخانہ عہندرو سے طلب فرمائیں وما علینا الا البلاغ

المعلن

منیجر اخبار الپنچ۔ بانکی پور